

اَلْحَقُّ الْحَقِیْقِ بِالْقَبُوْلِ
اِبُوْاعُظَامُ لِیْ وَالرَّسُوْلُ

حضرت مولانا عبدالحمید صاحب قطب بنارس قدس سرہٗ (وصال ۲؍شوال ۱۳۳۹ھ)

جامعہ نوریہ حمیدیہ و اکیڈمی ٦٦/٣١ مدنپورہ گول چبوترہ بنارس

۷۸۶☆۹۲

هذاكتابنا ينطق عليكم بالحق

الحمد للّٰہ ومنہ کہ درین آوان سعادت اقتران رسالہ حق مقالہ اعنی

اَلْحَقُّ الْحَقِیْقِ بالْقَبُوْلِ

لمن رزق

اَبُوْاِعْظَامُ لِیْ وَالرَّسُوْلُ

مصنف: مولانا عبدالحمید فریدی قدس سرہٗ (وصال ۲رشوال ۱۳۳۹ھ)

پیش کردہ: نائب شیر بنارس محمد صالح وحیدی القادری تاج بابا

حسب فرمائش: نبیرۂ مخدوم بنارس و(خلیفہ حضور سبطین رضا خاں قبلہ، مولانا جمال الدین فریدی وحیدی قبلہ

ناشر: جامعہ نوریہ حمیدیہ واکیڈمی گول چبوترہ مدنپورہ بنارس

نام کتاب: الحق الحقیق بالقبول ابواعظام لی والرسول

تالیف: قطب بنارس حضرت مولانا محمد عبدالحمید فریدی قدس سرہٗ

کمپیوٹر کمپوزنگ: محمد صالح وحیدی القادری تاج بابا

پروف ریڈنگ: مولانا باب الحسین صاحب ومحمد صابر وحیدی

ناشر : جامعہ نوریہ حمیدیہ واکیڈمی

قیمت : لیزر جیٹ پرنٹ ۴۰؍روپیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ تعالٰی وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

امابعد بندہ حقیر و ذلیل و جاہل و بلید عبد الحمید پانی پتی تجاوز اللہ تعالٰی عن ذنبہ الخفی والجلی اپنے سنی حنفی بھائیوں کی خدمت میں عرض پرداز ہے کہ یہ پر ظاہر ہیں کہ فی زمانہ بعض مسائل میں بین الاحناف ہی سخت اختلاف ہے پس ناچیز نے چاہا کہ اُن مسائل کو ایسے طریق سے کہ پر از انصاف اور دور از اعتساف ہو سوال جواب کے طور چند سطروں میں لکھے تا کہ انصاف پسندوں کو نفع اور باہمی نزاع دفع ہو پس لکھنے کا ارادہ کیا پس اللہ عز وجل انکو اتمام کو پہونچاوے اور خاص اپنی ذات پاک کے لئے گردانکر مجھ ناچیز کے لئے ذخیرہ آخرت بناوے امین ۔ واللہ المستعان وعلیہ التکلا

پس ہمارے اس زمانہ میں کچھ لوگوں کی زبان پر لفظ شرک بہت جاری ہو گیا ہے، اور کہتے ہیں یہ بھی شرک ہے وہ بھی شرک ہے، یہاں تک کہ حافظ سیف الدین صاحب دہلوی مقیم سونتھا گولہ ضلع پورنیا ۔ قیام میلاد شریف کو بھی شرک فرماتے ہیں جیسا کہ خود انکے ہاتھ کے لکھے ہوئے خط میں جو کہ انھوں نے ناچیز کے پاس منشی منیر الدین صاحب ساکن سونتھا کے ہاتھ بھیجا تھا مرقوم ہے، پس شرک کے معنے بیان ہیں ۔۔۔۔۔۔ وحدہ لاشریک لہ کے

ساتھ شرک کا اعتقاد۔۔۔۔الخ

اور اصطلاح میں شرک کے معنی خداوند تعالیٰ کے علاوہ کسی غیر کے لئے خدائی ثابت کرنے اور ٹھرانے کے ہیں اور اُسکی تین صورتیں ہیں ایک یہ کہ خدائے تعالیٰ عز وجل کو واجب الوجود جانے دوسری یہ کہ کسی غیر کو مستحق عبادت جانے شرح عقائد نسفی میں ہے ۱؎ لاشراك هوا اثبات الشريك فى الالوهيت بمعنی وجوب از بمعنی استحقاق العبادہ اھ مخلصًا تیسری علے ما هومزعوم العوام اور بعض الى الظاهريه کے کسی صفت مختص بذات پاک باری تعالیٰ عز اسمہ کو کسی اور کے لیے ثابت کرنا۔

تنبیہ (۱) واجب الوجود اعنی بغیر کسی دوسرے کے بنانے کے خود بخود ہونا (۲)۔۔۔عبادت ہونا (۳) بالاستقلال اعنی بغیر کسی دوسرے کی اعانت اور امداد کے تنہا اپنی ذاتی قدرت سے کاموں کا کرنیوالا ہونا ان تین ۲؎ باتوں کے خاص اللہ عزوجل ہی کے ماننے والے انسان کا کوئی عقیدہ اور عمل ہرگز ہرگز شرک نہیں ہوسکتا یوں زبردستی سے کوئی شخص ایسے شخص کے کسی عقیدہ یا عمل کو شرک ٹھراوے تو ۳؎ ينتقم الله منه والله عزيز ذوانتقام

سوال: جن لوگوں کی زبان پر لفظ شرک بہت جاری رہتا ہے انھیں کی زبان

۱؎ اشراک وہ ثابت کرنا شریک کا خدائی میں بمعنی وجوب وجود کے یا بمعنی استقلال عبادت کے۔ ۲؎ اور بعض لوگوں نے چوتھی بات شفیع غالب ہونا بھی زیادکیا ہے۔ (۳) اللہ تعالیٰ اس سے بدلہ لیگا اور اللہ عزوجل غالب ہے بدلا لینے والا۔

پر لفظ بدعت بھی جاری رہتا ہے۔ یہاں تک کہ حافظ صاحب ممدوح مطلق ذکر ولادت شریفہ کو غیر ثابت عن القرون الثلثہ اور بدعت فرماتے ہیں جیسا کہ ان کے خط مذکور سے ظاہر ہے حالانکہ امام الطائفہ حضرت محدث گنگوہی اپنے فتوائے میلاد میں اسکا قرون ثلثہ میں ہزار ہا بار ہونا فرماتے ہیں چنانچہ فرماتے ہیں جناب فخر عالم علیہ السلام کے سیر اور حالات اور ذکر حالات ان قرون میں بطریق وعظ وتدریس ومذاکرہ وتحدیث ہزار ہا بار ہوتا تھا۔اھ بلفظہ وبقدر الحاجۃ اور علاوہ اسکے اپنے مجموعۂ فتاویٰ میں فرماتے ہیں نفس ذکر (ولادت کو کوئی منع نہیں کرتا) اھ بلفظ بلکہ اسی میں دوسری جگہ نفس ذکر ولادت کو مندوب فرماتے ہیں اور امام الطائفہ کے شیخ حدیث شاہ اسحاق صاحب بھی ذکر ولادت شریفہ کے باب میں مائۃ مسائل میں یوں فرماتے ہیں در مولود ذکر ولادت خیر البشر ست وآن موجب فرحت وسرور ست ودر شرع اجتماع برائے فرحت وسرور آمدہ) اھ مخلصًا پس بدعت کے بھی معنے بیان ہوتا کہ انکے اس قول کا بھی صحیح یا غلط ہونا معلوم ہو جواب لغت میں بدعت کے معنے دین میں نئی چیز پیدا کرنے اور دین میں نئی چیز پیدا کی ہوئی کے ہیں منتخب میں ہے بدعۃ بالکسر (فارسی) چیزے نو در دین پیدا کردن وچیزے نو کہ در دین پیدا

کردن اھ اور اصطلاح میں بدعت دین میں اس چیز کے پیدا کرنے اور نیز اس چیز کے ہیں جو کہ حضور علیہ صلی اللہ وسلم تعالیٰ کے مبارک زمانہ میں نہ تھی۔ ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ مرقاۃ میں فرماتے ہیں [۱] قال النودی البدعة فی احداث مالم یکن فی عهد رسول الله صلی الله علیه وسلم وعلیٰ اٰله وسلم وبقدر الحاجة اور اسکی دو قسمیں ہیں ایک حسنہ اور دوسری سئیہ ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ مرقاۃ ہی میں حضرت بلال بن حارث مزنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث شریف میں [۲] ومن ابتدع بدعة ضلالة کے تحت فرماتے ہیں [۳] فبدعه لا خراج البدعة الحسنة اور حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ ترجمہ مشکوۃ شریف میں صحابی ممدوح کی حدیث شریف معلوم میں کے قطعۂ مذکور کے تحت فرماتے ہیں (فارسی) وکسیکہ بدعتے پیدا کند بدعت ضلالت کہ راضی نیست از ان خدا اور سول خدا بخلاف بدعت حسنہ کہ درو ے مصلحت دین وتقویتوتر وتج آن باشد اھ اور ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ مرقاۃ میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث شریف میں کے جملہ فکل بدعة ضلالة کے تحت فرماتے ہیں قال فی الازھار ای کل بدعة سیئة ضلالة اور بھی وہی اسی میں امام نودی کی

---

[۱] یعنی امام نودی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بدعت عین اس چیز کا پیدا کرنا ہے جو حضور کے زمانہ میں نہ تھی [۲] اور جو شخص کوئی بدعت پیدا کرے بدعت ضلالت [۳] یعنی حضور نے لفظ مذکور میں لفظ بدعت کے ساتھ ضلالت کی قید بدعت حسنہ کے نکالنے کے لئے لگائی [۴] یعنی ازہار میں کہا ہے کہ حضور نے قول ہر بدعت گمراہی ہے کا مطلب یہ ہے کہ ہر بری بدعت گمراہی ہے۔

کتاب تہذیب سے نقل کر کے فرماتے ہیں ۔ قال الشافعی رحمہ اللّٰہ تعالیٰ ماا حدث ممایخاف الکتاب اوا لسنۃ اوالاا ثر او الا جماع فھو ضلالۃ وماآ احدث من الخیر مما لا یخالف شیئا من ذلک فلیس بمذموم اھ بقدر الحاجۃ اور حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ ترجمۂ مذکورہ میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث شریف میں جملۂ مرقوم کے تحت فرماتے ہیں بدانکہ ہرچہ پیدا شدہ بعدا پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم بدعت ست واز انجا موافق اصول وقواعد سنت اوست وقیاس کردہ شدہ است برآن آنرا بدعت حسنہ گویندو آنچہ مخالف آن باشد بدعت ضلالت خوانند وکلیت کل بدعۃ ضلالۃ محمول براین ست اھ اور شاہ عبدالعزیز صاحب کے مجموعہ فتاوی مطبوعۂ مطبع مجتبائی دہلی کی جلداول کے صفحہ ۹۴ میں ایک امر کے باب میں ہے (بے شبہ بدعت ست لیکن اختلاف ست اور آنکہ بدعت سیۂ است یا حسنہ) اھ مخلصا وبقدر الحاجۃ اور حدیث صحیح میں بدعت حسنہ کے نکالنے اور پیدا کرنے کے بارہِ میں ترغیب اور بدعت سیۂ کے نکالنے اور پیدا کرنے کے باب میں ترہیب بھی وارد ہے، چنانچہ حضرت جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث طویل المخرج فی صحیح مسلم میں مرفوعًا ہے [1] من سن فی الاسلام سنۃ حسنۃ فلہ

---

[1] اس حدیث شریف کا مطلب رسالہ منحۃ الغفور میں لکھا ہے۔

اجرھا و اجر من عمل بھامن بعدہ من غیران ینقص من اجورھم شئی ومن سنۃ فی الاسلام سنۃ سیئۃ کان علیہ وزدھا ووزرمن عمل بھا من بعدہ من غیران ینقص من اوزارھم شئی اسی بناپر حضرت امام مالک رحمۃ اللہ تعالی نے یہ بدعت حسنہ نکالی اور پیدا کی کہ جب آپ کے پاس لوگ آتے تو آپکی لونڈی انسے آکر کہتی کہ شیخ فرماتے ہیں کہ آپ لوگ طالب حدیث شریف ہیں یا سائل مسائل پس اگر کہتے کہ مسائل تو فوراً تشریف لاکرانکو جواب مسائل کا دیتے اور اگر کہتے طالب حدیث شریف ہیں تو آپ غسل خانہ میں تشریف لاکرغسل فرماتے اور نئے کپڑے پہنتے اور خوشبو ملتے اور طیلسان سیاہ یا سبز دوش مبارک پرڈالتے اور عمامہ سر مبارک پر رکھتے اور تخت بچھانے کا حکم دیتے پس تشریف لاتے اور تخت پر بخشوع وخضوع بیٹھ کرحدیث شریف بیان فرماتے اورحدیث کے بیان سے فارغ ہونے تک بخور کرتے، حضرت مطرب رحمہ اللہ تعالیٰ ناقل واقعہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ ہرگز نہ بیٹھتے اسطرح پرمگر اسوقت کہ تحدیث کرتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعلیٰ آلہ وسلم سے اور نیز اسی بناپر امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے جو کہ امام الدنیا فی الحدیث کہے جاتے ہیں یہ بدعت حسنہ نکالی کہ جتنی حدیثیں اپنی صحیح میں

لکھیں انمیں سے ہر حدیث کے لکھنے کے قبل غسل کیا اور دو رکعت نماز پڑھی اور محدیثین اور نیز ہمارے فقہائے حنفیہ رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک بدعت حسنہ کی تین قسمیں ہیں۔ ایک واجب دوسری مندوب تیسری مباح اور بدعت سیئہ کی دو ایک حرام دوسری مکروہ چنانچہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ [1] ترجمہ مذکور میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث شریف میں کے جملۂ مسطورہ کے تحت کی عبارات مرقومہ کے بعد فرماتے ہیں وبعض بدعتہا ست کہ واجب ست چنانچہ تعلم وتعلیم صرف ونحو کہ بدان معرفت آیات واحادیث حاصل گردد وبعض مستحسن ومستحب مثل بنائے رباطہا ومدرسہ ہا وبعض مکروہ مانند نقش ونگار کردن مساجد ومصاحف بقول بعض و بعض مباح مثل فراخی وطعامہائے لذیذہ ولباسہائے فاخرہ بشرطیکہ حلال باشند وباعث طغیان وتکبر ومفاخرت نشوند ومباحات دیگر کہ درزمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وعلی آلہ وسلم نبودند چنانکہ بیری وغربال ومانند آن وبعض حرام و چنانکہ مذہب اہل بدع واہوا برخلاف سنت وجماعت اھ بقدر الحاجۃ اور علامہ شامی ردالمختار میں صاحب درمختار کے قول [1] ای صاحب بدعۃ کے

---

[1] یعنی صاحب درمختار کے قول اے صاحب بدیۃ میں حرام بدعت مراد ہے، ورنہ بدعت تو کبھی واجب بھی ہوتی ہے جیسے گمراہ فرقوں والے پر رد کے لئے دلیلیں قائم کرنی اور علم نحو کتاب وسنت کو سمجھانے والے کو سیکھنا اور کبھی مستحب ہوتی ہے جیسے رباط اور مدرسے اور ہر ایسے نیک کام کا پیدا کرنا جو حضور کے زمانہ مبارک میں نہ تھا، اور کبھی مکروہ ہوتی ہے جیسے مسجدوں کا آراستہ اور منقش کرنا۔[2] اور کبھی مباح ہوتی ہے جیسے مزے دار کھانے پینے کی چیزوں اور کپڑوں میں فراخی کرنی جیسے کہ مناوی کی شرح جامع صغیر میں نودی کی تہذیب سے منقول ہے اور اسی کے مثل برکلی کے طریقہ محمدیہ میں ہے۔۔۔

تحت فرماتے ہیں ای محرمة والافقد تکون واجبة کنصب الادلة للرد علی اهل الفرق الضالة وتعلم النحو المفهم للکتاب والسنة ومندوبة کاحداث نحو رباط ومدرسة وکل احسان لم یکن فی الصدر الاول ومکروهة کزخرفة المساجد ومباحة کالتوسع بلذیذ الماکل والمشارب والثیاب کمافی شرح الجامی الصغیر المنادی عن تهذیب النووی ومثله فی طریقة المجدیة للبرکلی اه سوال بعضے لوگ کہا کرتے ہیں کہ فلاں عقیدہ یا فلاں کام یا فلاں شعر کا مضمون یا فلاں نام موہم شرک ہے تو یہ کیسی بات ہے جواب ان حضرات کے ابہام شرک سے تو اللہ تعالیٰ اپنی پناہ میں رکھے کیونکہ جیسے کلام ومضامین کو یہ حضرات موہم شرک بتلاتے ہیں ویسے کلام ومضامین تو قرآن پاک واحادیث صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی موجود ہیں چنانچہ اللہ عزجل فرماتا ہے[۱] یایها النبی حسبك الله و من اتبعك من المئومنین اور بھی فرماتا ہے[۲] ولوانهم رضوماآتهم الله ورسوله وقالو حسبنا الله سیئوتینا الله من فضله ورسوله الآیه اور بھی فرماتا ہے[۳] ومانقموا الاان

اے نبی کافی ہے تجھ کو اللہ تعالیٰ اور وہ جتنے مسلمان ہیں سے تیری پیروی کریں اور اگر وہ راضی ہوجاتے اس چیز سے جو کہ دیا ہے ان کو اللہ تعالیٰ نے اور کہتے کافی ہے ہم کو اللہ تعالیٰ جلد دیگا اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اور اس کا رسول ہم اور نہیں یہ بدلہ کا انہوں نے مگر اس بات کا کہ غنی کر دیا مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے اور اس کے رسول نے اپنے فضل سے۔

اغنٰهم اللّٰه ورسوله من فضله اور بھی فرماتا ہے۴؎ واذتقول للذی انعم اللّٰه علیه وانعمت علیه الایه پہلی آیۃ شریفہ میں اللہ عزوجل نے اپنے ساتھ مومنوں کو بھی کافی فرمایا اور دوسرے میں اپنے ساتھ حضرت رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم کو بھی لوگوں کو دینے والے اور تیسرے میں غنی کرنیوالے اور چوتھی میں نعمت کرنیوالے فرمایا اور احادیث میں ایک تو صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کا۵؎ اللّٰه و رسوله اعلم ہی فرمانا اور جاننے میں اللہ عزوجل کے ساتھ اسکے رسول مبجل کو بھی شریک کرتا ہے پس انکے ابہام شرک سے آیات شریفہ اور احادیث صحیحہ کا بھی منزہ و پاکیزہ رہنا دشوار ہے ہاں جس کلام کو یہ حضرات موہم شرک بتائیں اسکو کسی سلیم الطبع صحیح العقیدہ وعالم سے دریافت کرنا چاہیے کہ آیا وہ فی الواقع موہم شرک ہے یا نہیں سوال حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جو درود تاج میں دافع البلاء والوباء والقحط والمرض والالم لکھا ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا کہنا اور سمجھنا جائز ہے یا نہیں جواب کتاب مستطاب مقبول ہر شیخ وشاب کنز الحسنات دلائل الخیرات میں جو ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم وعلی آلہ وسلم کے اسمائے شریفہ لکھے ہیں ان میں یہ دو اسم شریف کاشف الکرب اور

اور جسوقت کہ کہتے ہیں آپ اس شخص کو کہ نعمت کی ہے اللہ تعالیٰ نے اسپر اور نعمت کی ہے آپ نے اسپر ۵؎ اللہ تعالیٰ اور اسکا رسول زیادہ جاننے والا ہے۔

صاحب الفرج بھی لکھے ہیں

اوران دونوں کے معنے (غموں اور سختیوں اور مصیبتوں کے دور کرنے والے) ہیں پس جبکہ آپکا اسم شریف ہی کاشف الکرب اور صاحب الفرج ہے اور اللہ عزوجل نے اپنے فضل سے آپ کو سختیوں اور مصیبتوں کا دور کرنے والا بنا ہی دیا تو پھر آپکو ایسا کہنا اور فضل ایزدی اور قدرت خداداد سے سختیوں اور مصیبتوں کے دور کرنیوالے سمجھنا کیوں نہ جائز ہوگا اور بلاء اور وبا اور قحط اور مرض اور الم کا سختیوں اور مصیبتوں میں داخل ہونا ظاہر ہے پس حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو ایسا سمجھنا بیشک جائز ہے تنبیہ دلائل الخیرات یہ وہ مبارک کتاب ہے کہ شرقاً وغرباً شمالاً وجنوباً تمام بلاد مسلمین میں اسکا وظیفہ پڑھا جاتا ہے اور بڑے بڑے اہل علم اسکی سند اسکے شیوخ سے لیتے چلے آئے ہیں چنانچہ ہندوستان میں کے علماء میں سے شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی اور مولوی عبدالحیٔ صاحب لکھنوی نے بھی اسکی سند اسکے شیخ سے لی تھی چنانچہ انکی سند انکی کتاب انتباہ کے آخر میں منقول ہے اور اسمیں شاہ صاحب اور مصنف دلائل الخیرات کے درمیان صرف چھ واسطے ہیں اور انکی سند کی نقل خود مولوی صاحب کے ہاتھ کی لکھی ہوئی ناچیز راقم الحروف کے پاس موجود ہے اور نیز یہ وہ مبارک کتاب ہے جسکے بارے میں نواب صدیق حسن خان صاحب بھی

اپنی ایک کتاب میں فرماتے ہیں (یہ کتاب امام ابو محمد عبد اللہ بن محمد بن سلیمان جزولی شریف حسنی رحمہ اللہ تعالیٰ کی صیغہائے صلاۃ میں تالیف ہے اور اہل علم میں متداول اکثر لوگ اسکی سند شیوخ سے لیتے ہیں مؤلف (رحمہ اللہ تعالیٰ) نے چودہ برس خلوت میں عبادت کی ایک خلق کثیر نے انکے ہاتھ پر توبہ کی تھی انکی کرامات معروف ہیں، اھ ملخصا پھر اسکے بعد اسکی شرح مطالع المسرات کی ایک عبارت عربی کی نقل فرماتے ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ اللہ عزوجل کی حدوں کے پاس ٹھہرنیوالے یعنی انسے آگے نہ بڑھنے والے تھے اور کتاب اللہ تعالیٰ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعلیٰ آلہ وسلم پر عمل کرنیوالے تھے ۸۷۰ھ ربیع الاول کی سولہ تاریخ کو نماز فجر کی پہلی رکعت کے دوسرے سجدہ میں یا دوسری رکعت کے پہلے سجدے میں زہر دیئے جانے سے وفات پائی اور سوس میں دفن کیے گئے پھر وفات پانے کے ستر ۷۰ برس کے بعد کسی معتد بہ وجہ سے سوس میں سے قبر میں سے نکالے جا کر اور مراقش میں لیجائے جا کر ریاض العروس میں دفن کیے گئے اور جب انکو سوس میں قبر میں سے نکالا تو دفن کیے جانیکے روز کی صورت پر پایا، نہ زمین نے ان پر کچھ اثر ڈالا اور نہ درازی زمانہ نے انکے احوال میں سے کسی چیز کو بدلا اور چونکہ وفات سے دو ہی ایک روز پیشتر انھوں نے حجامت بنوائی تھی اسلئے

حجامت بنوانیکا اثر بھی انکے سر اور داڑھی کے بالوں سے وفات کے روز کی حالت کی طرح ظاہر تھا اور مراکش میں آپکی قبر پر جلالت عظیمہ اور مہابت کبیرہ اور سطوت ظاہرہ ہے اور لوگ اس پر ازدھام کرتی ہیں اور اسکے پاس دلائل الخیرات کو بکثرت پڑھتے ہیں اور یہ بات ثابت ہے کہ بوجہ کثرت درود شریف کے انکی قبر سے مشک کی خوشبو آتی ہے اھ بقدر الحاجت پھر اسکے بعد فرماتے ہیں اس قسم کی کتابیں اور بھی ہیں لیکن شہرت اور قبول میں یہ کتاب مشارٌ الیہ ہے اھ مخلصًا پس ان مذکور باتوں نے مصنف مرحوم کا مقبول ہونا اور کتاب دلائل الخیرات کا شرک و بدعت سے پاک ہونا بخوبی ثابت ہوگیا وللہ الحمد کیونکہ شرکی اور بدعی اقوال وافعال والونکی ایسی حالت نہیں ہوتی پھر اسکے بعد نواب صاحب نے ایک مدت دراز تک کتاب مذکور کو خود قراءت کرنا بیان فرمایا اور بعض الفاظ کو لائق اسقاط بتایا مگر بحمد و تعالیٰ ان دونوں اسم شریف کے باب میں کچھ کلام نہیں کیا پس اب انکے اتباع میں سے کسی کا کلام کرنا ہرگز قابل التفات نہیں۔

سوال: بعضے لوگونکی عادت ہے کہ وہ اٹھتے بیٹھتے یارسول اللہ کہا کرتے ہیں تو یہ جائز ہے؟

جواب : اگر سائل کو غیر اللہ عزوجل کو عموماً اور حضور اقدس رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وعلیٰ آلہ وسلم کو خصوصاً بغیر مستقل سامع و عالم جانے دور سے پکارنے میں کلام ہو تو یہ بات تو اول تو اس نابینا والی صحیح حدیث شریف سے ثابت ہے جسمیں یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم وعلیٰ آلہ وسلم نے اسکو[1] یا مُحَمَّدُ اِنِّی اَتَوَجَّہُ بِكَ اِلٰی رَبِّیْ[2] کہنے کو فرمایا تھا چنانچہ ناچیز راقم الحروف اس پوری حدیث شریف کو رسالۂ منحۃ الغفور میں نقل کر چکا ہے اور وجہ ثبوت کی یہ ہے کہ یہ طریق دعا حضور صلی اللہ علیہ وسلم وعلیٰ آلہ وسلم کی زبان اقدس اور مجلس شریف کے ساتھ خاص نہ تھا بلکہ قیامت تک اور ہر جگہ کے لئے عام ہے چنانچہ اسی بنا پر طبرانی شریف میں حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی حدیث مذکور نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے زمانہ میں ایک حاجت مند کو اسی طریق دعا کو تعلیم فرمایا اور نیز اسوجہ سے نواب صدیق حسن خاں صاحب نے اپنی کتاب قطف الثمرین میں جواز توسل پر حدیث شریف معلوم کے لفظ مذکور کے ساتھ استدلال کیا ہے چنانچہ فرمایا ہے وفی التوسل خلاف والحق ان ما صح عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعلیٰ آلہ وسلم وجب اتباعہ والعمل بہ کحدیث الاعمے الذی فی السنن وھو

[1] اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تحقیق میں آپ کے وسیلہ سے اپنے رب کی طرف متوجہ ہوتا ہوں [2] اور وسیلہ پکڑنے میں اختلاف ہے اور حق یہ ہے کہ تحقیق جو چیز حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہو چکی اسکی پیروی اور اسپر عمل واجب ہے مثل اس حدیث نابینا (والی) کے جو کہ سنن میں ہے اور وہ حدیث موضوع نہیں ہے بلکہ حسن ہے اور اسمیں (یہ لفظ) یا محمد انی اتوجہ بک الی ربی ہے کہ جس سے وسیلہ پکڑنا صاف ثابت ہے۔

حدیث حسن لا موضوع وفیه یا محمد انی اتوجه بك الی ربی اھ اور دوم بڑے بڑے جلیل القدر صحابیوں مثل حضرت ابن عمر اور ترجمان القرآن حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے اسطرح کا پکارنا اور پکروانا ثابت ہے چنانچہ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کی کتاب ادب مفرد میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی نسبت اور امام نودی کی کتاب الاذکار میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی نسبت مروی ومنقول ہے کہ انکا خود کا پاؤں سو گیا تو کہا گیا اذکر احب الناس الیك تو انھوں نے یا محمد فرمایا صلی اللہ علیہ وسلم وعلیٰ آلہ وسلم اور انکے پاس کسی شخص کا پاؤں سو گیا تو انھوں نے اسکو اذکر الخ فرمایا تو اسنے محمد کہا صلی اللہ علیہ وسلم وعلیٰ آلہ وسلم اور سوم بین الفریقین میں طے شدہ ہے چنانچہ کسی شخص نے امام الطائفہ حضرت محدث گنگوہی صاحب سے سوال کیا تھا کہ پڑھنا ان اشعار وقصائد کا خواہ عربی ہوں یا غیر عربی جنمیں مضمون استعانت واستغاثہ والتجا بغیر اللہ تعالیٰ ہو مثلاً یہ شعر ۲

یَا رَسُولَ اللّٰہ اُنْظُرْ حَالَنَا یَانَبِیَّ اللّٰہ اِسْمَعْ قَالَنَا اِنَّنِیْ فِیْ بَحْرِ ھَمٍّ مُّغْرَقٌ خُذْیَدِیْ سَہِّلْ لَنَا اَشْکَالَنَا یا یہ شعر قصیدہ بردہ کا ۳ ؎ یَا اَکْرَمَ الْخَلْقِ مَالِی مَنْ اَلُوْذُ بِہٖ سِوَاكَ

۱ سب لوگوں میں سے اپنے زیادہ پیارے کو یاد کیجئے ۲ اے رسول اللہ کے ہمارے حال کو ملاحظہ فرمایئے اے نبی اللہ کے ہماری عرض کو سنئے تحقیق میں غم کے دریا میں غرق ہوں میرا ہاتھ پکڑئے اور ہماری مشکل آسان کیجئے۔ ۳ اے بزرگ ترین خلق کے نہیں ہے میرے لیئے کوئی جسکے ساتھ پناہ پکڑوں سوا آپ کے وقت نزول حادثہ عام کے۔

عِنْدَ حُلُوْلِ الْحَادِثِ الْعَمَمِ خواہ ضمن نعت میں تبعاً خواہ تنہا مستقلا بطور وظیفہ بمداومت یا گاہے ماہی خواہ بطور محبت و ذوق وشوق یا کسی اور نیت سے جائز ہے یا مستحب یا ممنوع اور شرک اور اگر نا جائز اور شرک ہے تو انکے مصنفوں کے حق میں کیا کہا جاوے کہ وہ اکابر دین تھے اور پیشوائے اہل یقین امید کہ جواب مسئلہ ہذا بتفصیل و تحقیق تمام تحریر فرمادین کہ دوبارہ سوال کی ضرورت نہ رہے اھ ملخصا بقدر الحاجۃ تو حضرت ممدوح نے فرمایا الجواب یہ خود معلوم آپکو ہے کہ ندائے غیر اللہ تعالیٰ کو کرنا دور دور سے شرک حقیقی جب ہوتا ہے کہ انکو عالم سامع مستقل عقیدہ کرے ورنہ شرک نہیں مثلاً یہ جانے کہ حق تعالیٰ انکو مطلع فرما دیگا یا باذنہ تعالیٰ انکشاف انکو ہو جاویگا یا باذنہ تعالیٰ ملائکہ پہونچا دیوینگے جیسا درود شریف کی نسبت وارد ہے یا محض شوقیہ کہتا ہو محبت میں یا عرض حال محل تحسر و حرماں میں کہ ایسے مواقع میں اگرچہ کلمات خطابیہ بولتے ہیں لیکن ہرگز نہ مقصود سماع ہوتا ہے نہ عقیدہ پس اس ہی اقسام سے کلمات مناجات و اشعار بزرگان کے ہوتے ہیں کہ فی حدِ ذاتہ نہ شرک نہ معصیت الخ یہ سوال و جواب بتمامہا فتاوی رشیدیہ مطبوعہ شمس المطابع مراد آباد کے حصہ سوم کے صفحہ سولہ میں منقول ہیں پس اسمیں تو اصلا مجال کلام نہیں باقی رہا نفس ذکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم وعلیٰ آلہ وسلم کا سو وہ اول تو صورت مسئولہ

میں تو صراحۃً ذکر اللہ جل جلالہ کے ساتھ ہے اور اگر فقط لفظ یارسول ہی ہوتا تو بھی معصیت سے خالی نہ ہوتا کیونکہ معنی لفظ رسول میں جانب مرسل بکسر سین ہمیشہ بلحاظ اور دوم [1] اسکا ادمان تو منجملہ علامات ان اہل صفاء و وفا مؤمنین مخلصین کے ہے جن کو حضور ﷺ وعلیٰ آلہ وسلم نے اپنی آل فرمایا ہے چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ حضور اقدس ﷺ وعلیٰ آلہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ وہ آل محمد کون ہیں جنکی محبت اور تعظیم اور نیز جنکے ساتھ نیکی کرنے کا ہم حکم کیے گئے ہیں تو ارشاد ہوا [2] اهل صفاء والوفاء ممن امن بی واخلص پھر عرض کیا گیا کہ انکی علامتیں کیا ہیں تو (اس حدیث شریف کی ایک روایت میں ہے کہ) ارشاد ہوا [3] علامتهم ادمان ذكرى الحدیث پس یہ بھی بیشبہ جائز ہوگا اور کیسے نہوگا جبکہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ایسے جلیل القدر صحابی اور نیز ایک اور شخص سے بحکم حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کرنا ثابت ہے جیسا کہ ابھی گذرا پس بات یہی ہے کہ ذکر حضور ذکر رب نور سے خالی نہیں وَلَنِعْمَ مَا قِيلَ ع

ملا جو شخص حضرت سے خدا سے کب جدا ہوگا

سوال: فی زماننا کچھ لوگ کہا کرتے ہیں کہ بزرگوں کے مزارات شریفہ پر

[1] قولہ اسکا ادمان یعنی ذکر حضور ﷺ کی مداومت [2] اہل صفا اور وفا جو کہ مجھ پر خالص طور پر ایمان لائے [3] پہچان انکی میرے ذکر کا ہمیشہ کرنا ہے۔

کیوں جاتے ہو وہاں کیا رکھا ہے تو یہ کیسی بات ہے۔

جواب: یہ بات محض واہیات ہے احادیث معتبرہ میں زیارت قبور کے سلام میں کلمات خطابیہ اور زائر کے قبر کے پاس بیٹھنے سے مردیکا انس پانا اور اسکو پہچاننا اور اسکے سلام کا جواب دینا وارد ہیں ابن ابی الدنیا کی کتاب القبور اور ابن عبدالبر کی استذکار اور تمہید اور بیہقی کی شعب الایمان اور صابونی کی مائتین ملاحظہ ہو اور نیز جامع ترمذی شریف میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول مقبول ﷺ وعلیٰ آلہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے بعض نے ناواقفی سے اپنا خیمہ قبر پر گاڑ دیا تھا تو (انھوں نے سنا کہ) ناگاہ اس قبر میں کوئی انسان ہے کہ سورۂ تبارك الذی پڑھتا ہے یہانتک کہ اس نے اسکو ختم کیا اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ نے اپنی مسند شریف میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں اپنے گھر میں جسمیں حضور اقدس رسول اکرم ﷺ وعلیٰ آلہ وسلم (اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ) مدفون ہیں چادر اتارے چلی جایا کرتی تھیں اور (اور اپنے دل میں) کہتیں تھی کہ میرے شوہر اور میرے باپ ہیں پس جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ (بھی) انکے ساتھ مدفون ہوئے تو قسم اللہ تعالیٰ کی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حیا

کے سبب سے بغیر خوب اوڑھے لپیٹے میں اسمیں نہیں جاتی تھی پس اگر مقابر مومنین میں عموما اور مزارات شریفہ میں خصوصا کچھ نہیں رکھا ہے تو سلام میں خطاب کس کو ہے اور زائر کی قبر کے پاس بیٹھنے سے انس کون پاتا ہے اور اسکے سلام کا جواب کون دیتا ہے اور اسکو پہچانتا کون ہے اور وہ سورۂ تبارک الذی کون پڑھتا تھا اور یہ حیا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کس سے کرتی تھیں۔ فتدبر ولا تکن من الغٰفلین۔

سوال میلاد شریف کے قیام اور نیز شیرنی یا طعام پر فاتحہ کے جواز کی کیا دلیل ہے۔

جواب قطع نظر ان دلیلوں سے جو کہ ناچیز نے رسالہ منحۃ الغفور میں ان دونوں امروں کی دی ہیں ایک دلیل انکے جواز کی یہ ہے کہ یہ دونوں امر بدعت حسنہ ہیں اور بدعت حسنہ کے نکالنے اور پیدا کرنے اور عمل میں لانے کی ترغیب کی صحیح حدیث شریف۔ سوال دوم کے جواب میں مذکور ہو چکی۔ تنبیہ رسالۂ منحۃ الغفور میں جو میلاد شریف کے قیام کے جواز کی دو وجہیں بیان کی گئی ہیں ان میں سے دوسری وجہ کا مبنی یہ دو امر ہیں (۱) قیام تعظیمی کا ثبوت (۲) حضور صلی اللہ علیہ وسلم وعلیٰ آلہ وسلم کے تولد کی حالت کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم وعلیٰ آلہ وسلم کے لئے قیام

کیے جانے کے قابل ہونا سو بحمدہٖ تعالیٰ یہ دونوں امر امام الطائفہ حضرت محدث گنگوہی کے بھی مسلّم ہیں ، لیکن امر اول تو یوں کہ اسکے بارے میں فتوی میلاد شریف میں فرماتے ہیں (یہ بات کہ خود جناب علیہ الصلٰوۃ والسلام کے واسطے کوئی کھڑا ہوا خارج بحث ہے اور انکا (یعنی قیام میلاد شریف کا) قیاس اس پر محض جہالت ہے اھ اور فتاوی رشیدیہ میں فرماتے ہیں (تعظیم دیندار کو کھڑے ہونا درست ہے اور پاؤں چومنا ایسے ہی شخص کا بھی درست ہے (حدیث شریف سے ثابت ہے) اھ اور بھی اسمیں فرماتے ہیں (قرآن شریف کی تعظیم کے واسطے کھڑا ہونا درست ہے قرآن شریف کا کلام الٰہی تعالیٰ شانہ کی ہے اسکی جسقدر تعظیم ہو بجا ہے) اھ بالفاظ الشریفہ واہ حضرت یہ پچھلی بات تو آپ نے بہت خوب فرمائی حضرت جیسے کہ آپ نے قرآن پاک کی تعظیم کے لیے کھڑے ہونے کو باوجود اسکے قرون ثلٰثہ سے ثابت نہونے اور بدیں وجہ آپکے قائدہ کے موافق اسکے بدعت ہونے کے قرآن پاک کے کلام الٰہی تعالیٰ شانہ ہونیکی وجہ سے درست فرما دیا ایسے ہی ہم غریب سنی حنفی قیام میلاد شریف کو باوجود اسکے قرون ثلٰثہ[1] سے ثابت نہ ہونے کے بوجہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم وعلیٰ آلہ وسلم کے محبوب الٰہی تعالیٰ شانہ ہونے کی جائز ہی ہیں

[1] حضرات ناظرین حضرات منکرین کے تقویٰ و دیانت کو ملاحظہ فرمائیں کہ باوجودیکہ جانتے ہیں کہ قیام میلاد شریف کی نوبت عند التحقیق جواز و اباحت تک آسکتی ہے مگر پھر بھی مطلقاً شرک اور بدعت اھ حرام ہی کہے جاتے ہیں نعوذ باللہ من ذٰلک۔ ا صفحہ ۲۲۔ یعنی اللہ عزوجل کو زیادہ پیارا وہ عمل ہے جو ہمیشہ کیا جائے اگرچہ تھوڑا ہی ہو۔

اور کہتے ہیں کہ حضور محبوب الٰہی تعالیٰ شانہ کی ہیں پس آپکی جسقدر تعظیم ہو بجا ہے تو پھر ہم اس باب میں ہم غریبوں پر نزغہ کرنا سخت نامناسب ہے وللہ الحمد اور امر دوم یوں کہ فتوی میلاد شریف میں فرماتے ہیں (کیا قیام میلاد شریف کی) یہ وجہ ہیکہ روح پاک علیہ السلام کی جو عالم ارواح سے عالم شہادت میں تشریف لائی اسکی تعظیم کو قیام ہے تو یہ بھی محض حماقت ہے کیونکہ اسوجہ میں قیام کرنا وقت وقوع ولادت شریفہ کے ہونا چاہیئے اب ہر روز کونسی ولادت مکرر ہوتی ہے) اھ بقدر الحاجۃ اس عبارت سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم وعلیٰ آلہ وسلم کے تولد کی حالت کا حضرت محدث گنگوہی کے نزدیک بھی قابل قیام ہونا صاف ظاہر ہے ولہ الحمد سوال حضرت محدث گنگوہی نے اپنے فتوی میلاد شریف میں قیام میلاد شریف کی نسبت لکھا ہے (نہایت الامر اگر کوئی عرق ریزی کرے تو جواز واباحت تک نوبت آویگی مگر مباح کو سنت وواجب جاننے سے پھر بدعت ومنکر ہو جائیگا ۔ تو یہ کیسی بات ہے جواب کسی عمل خیر کو ہمیشہ کرنا اللہ عزوجل کو محبوب ہے صحیح مسلم میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مرفوعاً مروی ہے احب الاعمال الیٰ اللّٰہ ادوھا وان قل اور مداومت کو سنت وواجب جاننا لازم نہیں پس قیام میلاد شریف کو بغیر سنت وواجب جانے ہمیشہ کرنا حدیث شریف مذکور کی رو سے بہت اچھا

ہے ہاں سنت اور واجب نجانے بلکہ مستحب جانتا رہے اور ہمیشہ کرتا رہے کبھی ترک نہ کرے کیونکہ امر غیر مسنون و واجب کو مسنون و واجب جاننا ممنوع ہے نواب قطب الدین خانصاحب ترجمۂ مشکوۃ شریف میں حدیث شریف متفق علیہ المروی عن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ لا یجعل احدکم الشیطان شیئًا من صلوٰتہ الحدیث کے تحت لکھتے ہیں (سنت میں اعتقاد واجب ہونیکا نہ کرے) اھ بقدر الحاجۃ اور حضرت محدث گنگوہی نے بھی سنت و واجب جاننے سے بدعت و منکر ہو جانیکو فرمایا ہے نہ مستحب یا مباح ہی جانکر ہمیشہ کرنے سے اسی طرح جس عالم نے اصرار علی المندوب کو منع فرمایا ہے اسکے معنی بھی مسنون و واجب جاننا ہیں فاحفظ سوال سنی حنفی بھی جو قیام میلاد شریف کرتے ہیں وہ بھی دو طرح پر کرتے ہیں (۱) نماز کی طرح ہاتھ باندھ کر کرتے ہیں (۲) ہاتھ چھوڑ کر یا کسی اور طرح ہاتھ باندہ کر کرتے ہیں تو آن دونوں میں بہتر کونسی طرح ہے جواب (۱) ان دونوں میں بہتر پہلی طرح ہے اور یہ طرح نماز کے ساتھ خاص نہیں کیونکہ اگر نماز کے ساتھ خاص ہوتی تو روضۂ اقدس کی زیارت کے وقت اس طرح پر کھڑا ہونا جائز نہ ہوتا حالانکہ برابر زائرین اسی طرح کھڑے ہوتے

سطر ۲۲ یعنی زائر روضۂ اقدس بوقت زیارت کے اپنے داہنے ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر نماز کی طرح رکھے۔ یعنی روضۂ زیارت کے وقت ایسے کھڑا ہو جیسا نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ حق بات جو کہ لائق قبول ہے وہ یہ ہے کہ قبر شریف نبی کریم ﷺ کی زیارت کے وقت اس شکل پر کھڑے ہونے میں کچھ خوف و حرج نہیں ہے بلکہ با ادب شخص کے لئے یہی صورت بہتر ہے۔

ہیں اور ہمارے علماء نے زیارت روضہ مطہرہ کیوقت اسی طرح پر کھڑے ہونے کا حکم فرمایا ہے چنانچہ علامہ کرمانی حنفی فرماتے ہیں کہ ا ۔ یضع یمینه علی شماله کاالصلوة اھ اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی جذب القلوب اور لباب المناسک میں اور فتاوی عالمگیری میں چنانچہ عبارت اسکی یہ ہے او یقف کمایقف فی الصلوة اھ بقدرالحاجۃ اور انکے سوا اور بہت کتابوں میں یہ حکم موجود ہے اور مولوی عبدالحیٔ صاحب لکھنوی مرحوم سعایہ میں فرماتے ہیں ۲ قلت الحق الحقیق بالقول هونه لا باس بهذه الهياة عند زيارة قبرالنبی صلی اللہ علیہ وسلم وعلی اله وسلم بل هوا ولى المتادب اھ بقدرالحاجۃ پس ثابت ہوگیا کہ طرح مذکور نماز کے ساتھ خاص نہیں اور یہ ظاہر ہے کہ وہ قیام زیارت کے وقت کا بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم وعلی آلہ وسلم ہی کی تعظیم کے لئے ہے اور یہ قیام میلاد شریف بھی جیسا ہے کہ رسالہ منحۃ الغفور میں معلوم ہو چکا پس جب اس میں نماز کی طرح کھڑا ہونا جائز بلکہ اولی ہے تو یہاں بھی ہوگا اور شرک یا کوئی اور خرابی لازم نہ آویگی والحمد،

سوال: بعض لوگ ہملوگوں کو کہا کرتے ہیں کہ یہ لوگ جیسا اہتمام مجلس میلاد شریف کا کرتے ہیں ایسا انتظام مجلس وعظ وغیرہ کسی مجلس کا نہیں کرتے۔

جواب: ان کہنے والے حضرات پر لازم ہے کہ ذرا اکابر کے حالات کو دیکھیں کہ وہ حضور ﷺ وعلیٰ آلہ وسلم کی حدیث شریف کی تقریر وتحریر کے لئے کیسا کچھ اہتمام فرماتے تھے چنانچہ حضرت امام مالک اور حضرت امام بخاری رحمہما اللہ تعالیٰ کے اہتمام کا مختصر حال سوال دوم کے جواب میں گذرا پس اول تو ہملوگ کر ہی کیا خاک سکتے ہیں اور اگر خود حضور ﷺ وعلیٰ آلہ وسلم کے ذکر مبارک کیلئے کچھ قدرے قلیل کیا بھی تو کیا بیجا کیا پس خود صاحب حدیث شریف کے ذکر مبارک کیلئے ہمارے اس اقل قلیل اہتمام کے ساتھ طعن کرنا سخت بیجا ہے سوال بعض لوگ کہا کرتے ہیں کہ نفس ذکر ولادت شریفہ تو ممنوع نہیں ہے لیکن دن معین کرنے اور لوگوں کو بلانے اور شیرنی باٹنے اور روشنی کرنے وغیرہ باتوں سے اس میں کراہیت پیدا ہو جاتی ہے پس یہ نہونی چاہیے۔

جواب: ان ایسا کہنے والے حضرات کی عجیب حالت ہے یہ حضرات جب جائز کرنے پر آتے ہیں تو جو چیزیں ان ہی کے قاعدہ کی رو سے سراسر بدعت ہیں انکو بے کھٹکے درست کر دیتے ہین چنانچہ امام الطائفہ حضرت محدث گنگوہی کا قرآن پاک کی تعظیم کیلئے قیام کو جو کہ انکے قاعدہ کی رو سے سراسر بدعت ہے درست فرمانا اوپر گذرا اب یہاں ایک اور مسئلے میں حضرت ممدوح فتاوی

رشیدیہ میں ایک سائل کے اس سوال (کسی مصیبت کیوقت بخاری شریف کا ختم کرانا قرون ثلثہ سے ثابت ہے یا نہیں اور بدعت ہے یا نہیں) کے جواب میں فرماتے ہیں الجواب قرون ثلثہ میں بخاری تالیف نہیں ہوئی تھی مگر اسکا ختم درست ہے کہ ذکر خیر کے بعد دعا قبول ہوتی ہے اسکی شرع سے ثابت ہے بدعت نہیں فقط اھ دیکھئے ختم صحیح بخاری کو جو کہ انکے قاعدہ کی رو سے سراسر بدعت ہے اسکی اصل شرع سے ثابت بدعت نہیں بتا کر کیسا درست فرما گئے اور جب شرک و بدعت کہنے پر اتارو ہوتے ہیں تو مسنون باتوں کو بھی شرک و بدعت کہہ ڈالتے ہیں، چنانچہ تعیین یوم ہی کو دیکھئے کہ بحمدہ تعالیٰ احادیث صحیحہ میں وارد ہے چنانچہ صحیح بخاری میں حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث شریف طویل میں ہے کہ حضور ﷺ وعلیٰ آلہ وسلم نے عورتوں کو [1] اجتمعن فی یوم کذا وکذا فی مکان کذا وکذا فرمایا اور حدیث متفق علیہ میں ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر جمعرات کو وعظ فرمایا کرتے تھے یعنی انھوں نے اپنے وعظ کیلئے جمعرات کا دن مقرر کر رکھا تھا اور ان حضرات کے پاس سوا زبانی جمع خرچ کے کوئی دلیل کتاب و سنت سے تعین یوم کے ممنوع ہونے پر نہیں مگر اپنی منہ زوری سے صحیح حدیثوں سے ثابت باتوں کو بدعت کہے جاتے ہیں ہاں تعین یوم کو اس امر کی صحت

[1] فلاں روز زمین میں فلاں جگہ میں اکٹھی ہو۔

ومقبولیت میں جس کے لئے کی گئی ہے مئوثر جاننا البتہ ممنوع ہے سو یہ کوئی نہیں جانتا اسی طرح بلانے کو دیکھئے کہ ایک دو شخص ساتھ تعلق رکھنے والا کام بغیر بلائے اور کہے سنے سرانجام نہیں پا سکتا تو سینکڑوں ہزاروں کیساتھ تعلق رکھنے والا کام بغیر بلائے اور کہے سنے کیسے ہو سکے گا کیا لوگوں کو خود بخود الہام ہو جائیگا کہ فلاں کے یہاں ذکر ولادت شریف ہے چلو سنیں اور بغیر کسی کو بلائے کیا اکیلا بیٹھ کر دیواروں کو سنائیگا ماشاء اللہ تعالیٰ شانہ یہ حضرات بھی عجب عقلمند لوگ ہیں حضرات ایسے امور خیر کے سرانجام دینے میں کوشش کرنے اور جہاں تک ہو سکے زیادہ لوگوں کو خبر کرنے بلانے میں دلالت علی الخیر کا ثواب ملتا ہے کچھ ہوش بھی ہے اور تقسیم شیرینی کو یا تو فرحت وسرور میں داخل جانئے اور اسکو شاہ اسحاق صاحب کا جائز فرمانا اوپر گذرا یا اکرام ضیف میں شامل مانئے جسکا امر احادیث شریفہ کثیرہ میں وارد ہے غرضیکہ اول تو ختم صحیح بخاری شریف کی طرح امور متنازع فیہا کی عموماً اور ذکر ولادت شریفہ کے متعلق باتوں کی خصوصاً سب کی اصل شرع شریف سے ثابت ہے اور وہ سب جائز و درست ہیں اگر اس ثبوت کو مفصل طور پر دیکھنا ہو تو کتاب فیض نصاب انوار ساطعہ کو تعصب سے خالی ہو کر نظر انصاف سے ملاحظہ فرمائیں اور دوم اللہ عزوجل کا معاملہ نیتوں سے ہے اغراض فاسدہ سے فرض وواجب امور کا کرنا

حرام ہو جاتا ہے اور اغراض صحیحہ سے بعض ناجائز امور کا نتیجہ عند اللہ عزوجل اچھا نکل آتا ہے کیا اسکو نہیں دیکھا جاتا کہ صحیحین وغیرہما کئی حدیث شریف کی کتابوں میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا کہ ایک ایسے شخص نے جس نے کبھی کوئی نیک کام نہیں کیا تھا اپنے اہل سے کہا کہ جب میں مر جاؤں تو تم مجھے جلا دینا پھر نصف راکھ کو جنگل میں اور نصف کو دریا میں چھینٹ دینا (اور یہ میں اسلئے کہتا ہوں کہ) قسم اللہ عزوجل کی البتہ اگر اللہ عزوجل مجھ پر قادر ہوگا اور قابو پائیگا تو ایسا عذاب کریگا کہ تمام جہاں میں سے کسی کو نہ کریگا (کیونکہ میں نے کبھی کوئی نیک کام نہیں کیا ہے تو شاید اس صورت سے میں بچ جاؤں) پس جب وہ مر گیا تو اسکے کہنے کے مطابق اسکے اہل نے کر دیا پس اللہ عزوجل نے جنگل کو حکم فرمایا پس اس نے اپنے اندر کی راکھ کو جمع کیا اور دریا کو اسکے اندر کی راکھ جمع کرنیکا حکم دیا پھر اس سے فرمایا کہ تو نے یہ کیوں کیا اسنے عرض کیا (اے رب تیرے خوف سے حالانکہ تو جانتا ہے اللہ عزوجل نے اسکو بخش دیا دیکھئے صورت مذکورہ میں اللہ عزوجل کے قابو پانے سے بچ جانے کے ناجائز خیال اور خلاف شرع وصیت کا بوجہ صحت غرض کے اللہ عزوجل کے نزدیک کیا اچھا نتیجہ نکلا پس ما نحن فیہ ایسے امور جب غرض صحیح سے کیے جائینگے تو بطریق اولی عند اللہ عزوجل اچھا ثمرہ

دکھائیں گے وللہ الحمد۔

سوال: عورتوں کو مزارات شریفہ کی زیارت کیلئے جانا درست ہے یا نہیں؟

جواب: عورتوں کو عموماً مقابر پر زیارت وفاتحہ کے لئے جانا درست ہے صحیح مسلم میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ انھوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعلیٰ آلہ وسلم میں زیارت قبور میں کیا کہوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا اَلسَّلَامُ عَلٰی اَھْلِ الدِّیَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَیَرْحَمُ اللّٰہُ الْمُسْتَقْدِمِیْنَ مِنَّا وَالْمُسْتَاخِرِیْنَ وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَلَاحِقُوْنَ کہو اور حدیث شریف متفق علیہ میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم وعلیٰ آلہ وسلم کا گذر ایک عورت پر ہوا کہ وہ قبر کے پاس رو رہی تھی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا [1] اِتَّقِیِ اللّٰہَ وَاصْبِرِیْ پس اگر عورتوں کو زیارت قبور ناجائز ہوتی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم وعلیٰ آلہ وسلم حدیث شریف میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سوال کے جواب میں بجائے تعلیم سلام کے کوئی بات عدم جواز پر دلالت کرنیوالی فرماتے اور تعلیم سلام کہ دال پر اجازت ہی نہ فرماتے اور اس دوسری حدیث شریف میں اس عورت کو بجائے امر بتقوی

---

[1] اللہ عزوجل سے ڈرو اور صبر کرو۔

اللہ تعالیٰ والصبر کے سرے سے زیارت ہی سے منع فرماتے باقی رہی حدیث شریف لعن زیارت القبور سو وہ علیٰ ما فی المرقاۃ کسی حرام کام مثل نوحہ وغیرہ کے لئے زیارت پر محمول ہے اور امام الطائفہ حضرت محدث گنگوہی کے فتوے سے بھی ایسا ہی معلوم ہوتا ہے چنانچہ آپ سے کسی نے سوال کیا تھا کہ قبور پر عورات کو جانا محض حرام مگر مکہ شریف اور مدینہ منورہ میں کل زیارات پر عورات جاتی ہیں اسکی کیا وجہ ہے تو آپ نے جواب دیا کہ عورتوں کو قبور پر جانا مختلف فیہ ہے اکثر علماء منع کرتے ہیں بسبب فساد کے اور جو فساد نہ ہو اکثر کے نزدیک جائز ہے حرمین (شریفین زادھما اللہ تعالیٰ شرفاً و تعظیماً) میں اس پر ہی عمل ہے فقط یہ سوال و جواب فتاوی رشیدیہ میں ہیں۔

سوال: ایک رسالہ میں قابل استفسار باتیں ہیں تو بہت مگر بخیال طول و تکلیف چند باتیں دریافت کرتا ہوں اس میں لکھا ہے کہ سجدہ رکوع قیام قعود و سائر ارکان عبادات و جمیع اقسام بندگی اسی کے لئے خاص ہیں مخلوق میں سے کسی کے واسطے جائز نہیں اور اس پر آیۂ شریفہ لَا تَعْبُدُوا اِلَّا اللّٰہ کے ساتھ استدلال کیا ہے اور پھر اسمیں آگے جاکر لکھا ہے اور ذکر پیدائش شریف کے موقع پر ہم خود قیام کرتے ہیں اور دوسروں کو بھی جائز طور پر قیام کرنے کی ہدایت کرتے ہیں پھر اس میں آگے جاکر اس طریق ہدایت کو بھی تحریر فرمایا

ہے کہ مسلمانوں قیام کرو مگر محض بیان ولادت شریفہ کی تعظیم کی نیت سے نہ کہ
جناب رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم وعلیٰ آلہ وسلم کی روح (پاک) کو حاضر جان کر ان لئے تو
یہ کیسی بات ہے جواب یہ بہت صحیح بات ہے کہ قیام وقعود ورکوع وسجود رکن
نماز یعنی اسکے اندر ہیں وہ بیشک عبادت ہیں اس میں کسی مسلمان کو اصلا مجال
کلام نہیں لیکن چونکہ نماز اور اسکے کل ارکان کو ساری دنیا کے مسلمان اللہ
عزوجل ہی کے لئے خاص جانتے ہیں اور اسکے یا اسکے کسی رکن کو مخلوق میں
سے کسی کے لئے جائز نہیں جانتے اسلئے اس بات کے ذکر میں کچھ فائدہ نہیں
معلوم ہوتا خیر مگر مطلق قیام ہرگز عبادت نہیں دو وجہ سے اوّل یہ کہ شاہ
عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی تفسیر عزیزی پارہ الم میں فرماتے ہیں در
حقیقت چیز یکہ در نماز از غیر نماز تمیز پیدا کند ہمین دو فعل اندر کوع وسجود وقیام
اختصاص نماز بلکہ بعبادت ہم ندارد اھ اس عبارت میں شاہ صاحب نے حصر
کرکے فرمادیا کہ نماز میں غیر نماز سے جدائی پیدا کرنیوالے حقیقت میں یہی
دو فعل ہیں رکوع اور سجود اور قیام کی نسبت صاف فرمادیا کہ یہ نماز کے ساتھ کیا
بلکہ مطلق عبادت کے ساتھ بھی کچھ خصوصیت نہیں رکھتا اور نیز علامۂ حلبی کبیری
شرح منیہ میں فرماتے ہیں والقیام لم یشرع عبادۃ وحدہ اھ بقدر
الحاجۃ علامہ ممدوح نے صاف فرمادیا کہ تنہا قیام عبادت مشروع نہیں ہوا اور

دوم یہ کہ اگر مطلق قیام عبادت مانا جائے تو فقہائے کرام جو کہ زائر روضۂ مطہرہ
کو بوقت زیارت کھڑے ہونے بلکہ نمازی کی طرح کھڑے ہونیکا حکم
فرمارہے ہیں چنانچہ ان میں سے بعض کے اقوال اور فتاوی عالمگیری کی
عبارت اوپر گذر چکی اور نیز وہ بیشمار زائرین ذی احتشام جو کہ بوقت زیارت
روضۂ اقدس بطریق مذکور کھڑے ہو چکے جن میں غالبًا مصنف صاحب بھی
داخل ہیں اور قیامت تک کھڑے ہوتے جائینگے اور نیز وہ فقہا و محدثین عالی
مقام جو کہ قیام تعظیمی کو جائز فرمارہے ہیں جن میں علامہ شامی اور امام بخاری
اور امام نووی اور شاہ ولی اللہ صاحب اور حضرت محدث گنگوہی (چنانچہ انکے
اعنی محدث گنگوہی کے فتوے اوپر گذرے) اور غالبًا مصنف صاحب بھی
شامل ہیں کہ خود بھی کبھی کبھی کسی کسی کی تعظیم کے لئے اور انکی تعظیم کے لئے اور
لوگ کھڑے ہوتے ہونگے اور نیز وہ علمائے عظام خصوصًا علمائے حرمین
شریفین زادھما اللہ شرفاو تعظمًا ہو کہ قیام میلاد شریف کرتے اور
اسکے استحسان واستحباب کے فتوے دیتے ہیں جن میں مصنف صاحب بھی
داخل ہیں جیسا کہ سوال سے ظاہر ہے وہ سب کے سب معاذ اللہ عزوجل
مشرک ٹھہریں گے کیونکہ یہ تینوں طرح کے قیام لغیر اللہ عزوجل ہی تو ہیں
کما لا یخفی اور عبادت لغیر اللہ عزوجل کا شرک ہونا ظاہر اور جب قیام کا یہ

حال ہے تو مطلق قعود جس میں علی مافی التفسیر العزیزی اصلا تذلل نہیں بطریق اولی ہے عبادت نہ ہوگا اور شاہ صاحب کے حصر مذکور سے بھی اسکا عبادت نہ ہونا ظاہر ہے باقی رہا سجدہ تو بقول صحیح یہ بھی مطلقا عبادت نہیں بلکہ اسکی بھی دو قسمیں ہیں ایک سجدہ عبادت دوسری سجدہ تحیت جیسا کہ قرآن پاک کی آیہ شریفہ وَخَرُّوْا لَہٗ سُجَّدًا اور اقوال مفسرین اور محدثین اور فقہاء رحمہم اللہ تعالیٰ یا زیادہ نہیں تو شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی مدارج النبوۃ اور شرح سفر السعادۃ اور شاہ صاحب کی تفسیر عزیزی پارہ الٓمٓ اور فتاوی عزیزی اور شاہ اسحاق صاحب کی مائۃ مسائل ہی مطالعہ کرنیوالے پر ظاہر ہے اور پہلی قسم کے سجدہ کا غیر خدائے عزوجل کے لئے کرنیوالا مشرک ہے اور دوسری طرح کے سجدہ کا کرنیوالا بقول صحیح فاسق اور جب سجدہ غایت خضوع اور کمال تذلل کا یہ حال تو رکوع کی بطریق اولی دو قسمیں ہونگی فتدبر اور اہل حق جو قیام کرتے ہیں وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم وعلیٰ آلہ وسلم کی روح اقدس اور اس کی تشریف آوری کی وجہ سے نہیں کرتے بلکہ انکے پاس قیام کی اور ایسی وجہیں ہیں جو کہ حدیث شریف سے ثابت ہیں چنانچہ ان میں سے بعض رسالہ منحۃ الغفور میں مذکور ہیں ملاحظہ ہوں۔

سوال: اور بھی اس میں لکھا ہے کسی کے نام کا جانور چھوڑنا یا چڑھاوا چڑھانا

یا کسی کے نام کی منت ماننا یا کسی قبر مکان کا طواف کرنا سوا خانہ کعبہ کے سب شرک اور حرام ہے تو یہ کیسی بات ہے۔

جواب: جانور چھوڑنا اور چڑھاوا چڑھانا اور منت ماننا یہ تینوں کام مطلقاً ہرگز شرک اور حرام نہیں بلکہ اگر حقیقت اور واقع میں محض ولی کے لئے اور معاذ اللہ اللہ جل جلالہ اللہ عزوجل سے بالکل نظر مقطوع ہے تو چونکہ ناچیز کے فہم ناقص میں اس امر کو اس ولی کا مستقل حاجت روا جاننا لازم ہے اسی لئے شرک اور حرام ہونگے اور اگر صرف ظاہر میں ولی کے لئے ہیں اور واقع میں اللہ عزوجل کے لئے اور ولی کی روح پاک کو صرف شئے منذور کا ثواب پہونچانا ہے تو پہلے دو تو مطلقاً جائز اور پہلے ایک میں ناچیز کے خیال خام میں بوجہ مشابہت ہنود کے کہ وہ اپنے دیوتاؤں کے ناموں پر جانور چھوڑتے ہیں صرف کراہیت ہوگی۔ شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی کے بھائی شاہ رفیع الدین صاحب رسالہ نذر و نیاز میں فرماتے ہیں مسئلہ اول آنکہ لفظ نذر کہ آنجا مستعمل میشود نہ بر معنے شرعی ست کہ ایجاب غیر واجب ست از جنس عبادات مقصود بطریق تقرب الی اللہ بلکہ بمعنے عرفی ست چہ عرف آنست کہ انچہ پیش بزرگاں میبرند آنرا نذر و نیاز میگویند آرے نذر شرعی قسمے ازان گاہے

یاشدوحکم این نذر آنست کہ اگر تحقیق محض براے اولیاست حرام است کہ وارد شدہ لا نذر لغیر اللہ و نیز قضائے حاجت باستقلال از کسے خواستن واورا مالک نفع وضرر خود اعتقاد کردن نوعے از شرک واگر بصورت ست نہ درنیست وحقیقت وواقع بر یکے از سرانجہ مباح است وجہ اول آنکہ خالص برائے خدائے تعالیٰ است وایشان مصرف محض اند گویا مگویند الٰہی آنمرادمن حاصل شود نذر تو بر خدام آن صالح رسانم وجہ دوم آنکہ ایشانرا شفیع ساز دگویا میگوید یا حضرت در جناب الٰہی برائے این مشکل دعا بکنید اگر این مراد حاصل شود از طرف تو در جناب الٰہی اینقدر طعام یا نقد رسانم تا ثواب این عائد بشمار شود واین (ہزو) معنے جواز وارواہ بقدر الحاجۃ اور بھی اس میں ہے قسم سوم آنکہ مردم بر مزارت اولیاء چیزے نہادہ میروند وتعین کسے منظور ندارند موافق ارادہ ایشان خواہ یکے از توسلان ایشان بگیرد خواہ ہمہ تقسیم کنند خواہ اجنبی بگیرد حکم این قسم آنکہ از قبیل قلیل واباحت ست مانند آنکہ خم آب بر سر راہ نہند ہر کہ خواہد نبوشد ویا خوشئہ خرما در مسجدی آویزند ہر کہ خواہد بخوردا ہ اور نیز شاہ عبد العزیز صاحب فتاوی عزیزی میں فرماتے ہیں استعانت بارواح درین امت بسیار بوقوع آمدہ وانچہ جہال وعوام اینہا میکنند کہ ایشانرا اور ہر عمل مستقل دانستہ اند بلاشبہ شرک جلی ست ونذر اولیا کہ برائے قضائے حوائج معمول ومرسوم ست

اکثر فقہا بحقیقت آن پے نبردہ اندہ آنرا بر نذر خدا ے (عزوجل) قیاس کردہ حکم برآوردہ اند کہ اگر نذر بالاستقلال براے آن ولی ست باطل ست واگر براے خداست وذکر ولی براے بیان مصرف ست صحیح ست لیکن حقیقت این نذر انست کہ اہداے ثواب طعام وانفاق وبذل مال بروح میت کہ امر مسنون واز روے احادیث صحیحہ ثابت ست مثل ما ورد فی الصحیح من حال ام سعد وغیرہ این نذر مستلزم میشود پس حاصل این نذر آنست کہ ا ان شئت قلت مثلا اھدی ثواب ھٰذا القدر الی روح فلان وذکر ولی براے تعین عمل منذور ست نہ براے مصرف ومصرف این نذر نزد ایشان متوسلان آن ولی میاشند از اقارب وخدمہ وہمطریقان ومثال ذلک وہمین ست مقصود نذر کنندگان بلاشبہ ۲ وحکمہ انہ صحیح یجب الوفاء لانہ قربۃ معتبرۃ فی الشرع آرے اگر آن ولی را حلال مشکلات بالاستقلال یا شفیع غالب اعتقاد میکند این عقیدہ او مجبر بہ شرک فساد میگردد لیکن این عقیدہ چیزے دیگر ست ونذر چیزے دیگر اھ اور نیز امام الطائفہ حضرت محدث گنگوہی فتاوی رشیدیہ میں اس سوال پیر یا ولی کی جو نذر کی جاتی ہے وہ کیسی ہے کے جواب میں فرماتے ہیں جواب (زندہ)

ا مثلاً اگر تو چاہے تو یوں کہے کہ میں اس دیگ کا ثواب فلاں بزرگ کی روح پاک کو ہدیہ بھیجوں گا ۲ اور اس نذر کا حکم یہ ہے کہ یہ نذر صحیح ہے اسکا ادا کرنا واجب ہے اسلیے کہ یہ ایسی قربت ہے جسکا شریعت میں اعتبار ہے۔

بزرگوں کو دیتے ہیں وہ ہدیہ ہے درست ہے اور جو اموات اولیا کی نذر ہے تو اسکے اگر یہ معنی ہیں کہ اسکا ثواب انکی روح کو پہونچے تو صدقہ ہے درست ہے اور جو نذر بمعنے تقرب انکے نام پر ہے تو حرام ہے فقط اھ دیکھئے ان تینوں علماء نے جنکو یقیناً مصنف صاحب اپنا پیشوا جانتے ہیں نذر کو مصنف صاحب کی طرح مطلقاً شرک اور حرام نہیں فرمایا بلکہ ناچیز راقم الحروف کی طرح اسکی دو صورتیں فرما کر ایک کو جائز اور دوسری کو ناجائز فرمایا اور شاہ عبدالعزیز صاحب تو جائز صورت کو مسلتزم شونده اور صحیح اور واجب الوفاء اور قربۃ معتربہ فی الشرع بھی فرمایا ور تینوں صورتیں مذکور نذر ہی کی ہیں اور منت نذر ہی کی ہندی ہے باقی رہا طواف سو اسکے معنی لغت میں کسی چیز کے گرد گھومنے کے ہیں منتخب میں ہے طواف بالفتح گرد چیزے گشتن اھ اور اسکے بھی لغوی ہی معنے مستعمل ہیں کوئی اور اصطلاحی معنے اسکے نہیں ہیں حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ترجمہ مشکوۃ شریف میں فرماتے ہیں طواف گشتن گرد چیزے[1] اھ بقدر الحاجۃ اور اسکا حال بھی قیام کی طرح کا ہے جو قیام رکن نماز ہے وہ عبادت ہے نہ مطلق قیام جیسا کہ ابھی گذرا اسی طرح جو طواف گرد بیت اللہ شریف کے ہے وہ عبادت ہے نہ مطلق طواف چنانچہ حدیث شریف[2] الطواف حول البیت مثل الصلوۃ میں تقیید طواف سے ساتھ حول البیت کے

---

[1] قولہ گشتن الخ پس کسی قبر یا مکان کی تخصیص بلا خصص ہے۔ [2] ایسا طواف کہ گرد بیت اللہ شریف کے ہے۔

یہی مستفاد ہوتا ہے اور علاوہ اسکے یہ ہے کہ اگر مطلق طواف عبادت ہوتا تو
حضور ﷺ وعلی آلہ وسلم حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خرما کے ڈھیر کا
طواف ہرگز نہ فرماتے حالانکہ صحیح بخاری میں اطاف حول اعظمها بیدرا
ثلث مرات اور حضرت جعفر طیار خود حضور ﷺ وعلی آلہ وسلم کا طواف ہرگز
نہ فرماتے حالانکہ انکا ایک پاؤں سے خود حضور ﷺ وعلی آلہ وسلم کا طواف کرنا
حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مدراج النبوۃ میں
مرقوم ہے اور حضرت مولانا رومی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ مصرعہ گفت طوفے کن
بگردم ہفت بار ہرگز نہ فرماتے حالانکہ انکی مثنوی شریف میں ہے اور مولانا
بحر العلوم مرحوم نے انکی شرح میں اسکو مقرر فرما کر اسکی توجیہ فرمائی ہے اور شاہ
ولی اللہ صاحب قبر کے طواف کا حکم ہرگز نہ کرتے حالانکہ انھوں نے اپنی
کتاب انتباہ میں طریق کشف قبور کے بارے میں اسکا حکم کیا ہے چنانچہ فرمایا
ہے وبعدہ ہفت کرت طواف کند دوران تکبیر بخواندہ آغاز از راست بکند بعدہ
طرف پایاں رخسار نہدہ اھ بقدر الحاجۃ فتفکر واجتنب عن الحکم بکونہ شرکا۔
سوال: اور بھی اس میں ہے قبروں پر دھوم دھام سے میلا کرنا عورتوں کا اور
عوام الناس کا وہاں ہجوم کرنا قبروں کا طواف اور سجدہ کرنا و نیز بوسہ دینا وغیرہ
وغیرہ جو فی زمانا مبتدعین میں مروج ہے سب حرام ہے اور ان سب کی

ا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم نے بڑے ڈھیر کے گرد تین مرتبہ طواف کیا۔

حرمت پر حدیث شریف اَللّٰھم لَاتَجْعَلْ قَبْرِیْ وَثَنًا یَعْبُدُو سے استدلال کیا ہے تو کیسی بات ہے۔

جواب: مزارات شریفہ پر میلا کرنا جسکی صورت یہ ہے کہ ایک روز مقرر کر کے عید کی طرح لباسہائے فاخرہ اور نفیس پہن کے فرحاں وشاداں جا کے ہنڈولہ اور گھڑ دوڑ پر جھولنا اور چڑھنا وغیرہ ملاہی وملاعب عمل میں لانا اور عورتوں کا بھی اسی طریق سے بن سنور کر ایسے ہی اغراض فاسدہ سے جانا تو اسکو تو اہل حق بھی منع کرتے ہیں مگر ہاں عرس کو جائز فرماتے ہیں سو اسکی یہ دو صورتیں ہیں جنکو شاہ صاحب فتاوی عزیزی میں لکھتے ہیں۔

سوال: تعین وتقرر یک روزہ بعد سالے بنا بر زیارت قبور بزرگاں جائز ست یا نہ۔

جواب:[1] رفتن بر قبور بعد سالے یک روز معین کردہ بر سہ صورت ست اول آنکہ یک روز معین کردہ یک شخص یا دو شخص بغیر ہیئت اجتماعیہ مردمان کثیر بر قبور محض بنا بر زیارت واستغفار بروند اینقدر از روے روایات ثابت ست ودر تفسیر در منثور نقل نمودہ کہ بر سر سال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وعلی آلہ وسلم بر مقابری رفتند ودعا برائے مغفرت اہل قبور مینمودند اینقدر ثابت ومستحب ست دوم آنکہ بہ ہیئت اجتماعیہ مردمان کثیرہ جمع شوند وختم کلام اللہ تعالیٰ کنند وفاتحہ بر شیرینی

[1] شاہ صاحب کے اس جواب سے عرس کے ساتھ دن معین کرنے اور شیرینی یا کھانے پر فاتحہ کا بھی جواز ثابت ہے۔

یا طعام نمودہ تقسیم درمیان حاضران نمایند این قسم معمول در زمانہ پیغمبر خدا تعالیٰ صلی اللہ علیہ وسلم وعلیٰ آلہ وسلم وخلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نبود اگر کسے ایں طور بکند باک نیست زیرا کہ درین قسم قبح نیست بلکہ فائدہ احیاء و اموات را حاصل میشود اھ بقدر الحاجۃ پھر اسکے بعد شاہ صاحب نے تیسری صورت وہی میلے کی تحریر فرمائی ہے جسکی کیفیت اور حکم اوپر لکھا جا چکا ہے اب باقی رہی یہ بات کہ اس میلے اور نیز بوسہ کو تو کوئی ادنیٰ علم وفہم والا بھی عبادت نہیں کہہ سکتا اور طواف اور سجدہ کا حال اوپر معلوم ہو چکا کہ یہ مطلقاً عبادت نہیں ہیں پس ان چاروں امور کی حرمت پر حدیث شریف مذکور سے اس طرح استدلال کرنا ہرگز صحیح نہیں کہ کما لا یخفی علی العلم والفہم از ان چار میں سے میلے اور طواف اور سجدہ کا تو حکم بھی اوپر گذر چکا باقی رہا بوسہ سو یہ اور ہاتھ لگا کے اس ہاتھ کو بوسہ دینا یا منھ پر پھیر لینا اور رخسارہ کا رکھنا ان افعال میں سے ہیں جو کہ بقصد تبرک ہر متبرک ومعظم اور موقر ومکرم شئے کیساتھ کئے جا سکتے ہیں چنانچہ علی مافی سنن ابی داؤد صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے دست وپائے مبارک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعلیٰ آلہ وسلم کو بوسہ دیا اور علی مافی الدر المختار سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر صبح کو قرآن شریف کو بوسہ دیا کرتے تھے اور عہد رَبِّیْ وَ مَنْشُوْرُ رَبِّیْ عَزَّوَجَلَّ ۔ فرمایا کرتے تھے اور علی مافیہا ایضا سیدنا

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (بھی) قرآن شریف کو بوسہ دیا کرتے اور اپنے چہرے مبارک پر پھیرا کرتے تھے اور علی مافی الشفا للقاضی عیاض وشرحہ لعلی القاری رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منبر شریف پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم وعلیٰ آلہ وسلم کے تشریف رکھنے کی جگہ پر ہاتھ رکھ کر اپنے چہرۂ مبارک پر رکھا یعنی پھیرا اور عامۂ کتب فقہیہ میں طواف وداع کے بعد بیت اللہ شریف کی تعظیم کی غرض سے اسکی چوکھٹ کو بوسہ دینے کا حکم موجود ہے چنانچہ ان میں سے تنویر الابصار اور اسکی شرح درمختار کی عبارت ا؎ یہ ہے لمؔ بَعْدَ رکعتیہ شرب من ماء زمزم وقبل العتبة تظیم اللكعبة اھ اسی طرح عامہ کتب فقہیہ میں عالم اور نیز پرہیزگار شخص کے ہاتھوں کو بوسہ دینے کا جواز موجود ہے چنانچہ ان میں سے تنویر اور درہی کی عبارت یہ ۲؎

ولاباس بتقبیل یدالرجل العالم والمتورح علی سبیل التبرك درد اھ اور امام الطائفہ حضرت محدث گنگوہی کا دیندار شخص کے پاؤں کو بوسہ دینے کے جائز ہونے کا فتوی اوپر گذر چکا اور علی مافی الدر المختار روٹی کو بوسہ دینا جائز ۳؎ اور علی مافی النہایہ امام ویلمی نے اولیاے کرام کی چوکھٹوں کو بقصد تبرک بوسہ دینے کے بلا کراہیت جائز ہونیکا فتوی دیا بلکہ خود

ا؎ پھر طواف کے دوگانہ کے بعد زمزم شریف کا پانی پینے اور کعبہ شریف کی تعظیم کے لئے اسکی چوکھٹ کو بوسہ دے۔ ۲؎ اور عالم نیز کسی پرہیزگار شخص کے ہاتھونکو بطریق تبرک بوسہ دینے میں کچھ خوف نہیں، ۳؎ اور تقریر اس جواز کی یہ ہے کہ صاحب درمختار نے سافیہ کی روٹی کے بوسہ دینے کو جائز کہنے کا ذکر فرما کر فرمایا وقواعدنا لاتاباہ یعنی ہمارے قاعدے سے بھی اسکا انکار نہیں کرتے۔

امام الحرمین الاول مولوی اسماعیل صاحب مصنف تقویۃ الایمان نے صراط مستقیم کے خاتمہ میں اپنے کو اپنے پیر سید احمد صاحب کی چوکھٹ کو بوسہ دینے والوں میں شمار کیا ہے اور علی مافی مصباح الانام امام سبکی باوجود منفت علم اور جلالت قدر کے تمام دار الحدیث میں اپنے رخسار مبارک کو رکھتے اور لٹاتے پھرا کرتے تھے اس امید پر کہ شاید میرا رخسار اس جگہ کو چھو جائے جہاں امام نودی رحمۃ اللہ تعالی نے اپنے قدم مبارک رکھا ہے اور فرمایا کرتے تھے۔

لَعَلِّیٓ اَنْ اَمسَّ بِحَرِّ وَجْھِیْ---مُکَانًا مَسَّہٗ قَدَمُ النَّوَوِی

لگے رخسار میرا شاید اسجا---جہاں نودی نے پاؤں اپنا رکھا

اور علی مافی فصل الخطاب صاحب شمائل الاتقیا نے بروایت جامع صغیر غیاثی لا باس اوضع الخدین بین یدی المشائخ[1] فرمایا ہے اور شاہ ولی اللہ صاحب نے انتباہ میں طریق کشف قبر کے بیان میں قبر کے پائانہ رخسارہ رکھنے کا حکم فرمایا ہے چنانچہ عبارت انکی گذری پس ناچیز کے اس بیان سے اولیاے کرام کی مقابر شریفہ کا متبرک ہونا بخوبی واضح ہوگیا واللہ الحمد اور صحت تشبہ کے لئے پچھلے فعل کا بعینہ پہلے فعل ایسا ہونا شرط ہے اور کچھ فرق

---

[1] یعنی مشائخ کے سامنے رخسارے رکھدینے میں کچھ خوف نہیں۔

ہو گیا تو تشبہ ہر گز نہ ہو گا غرضیکہ حضرت ۔

با ادب با عظمت انسان دیگر اند ۔ ۔ بے ادب مغزان دیگر اند ۔

سوال: اور بھی اس میں لکھا ہے اور جب رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم وعلی آلہ وسلم) کی قبر مبارک مستحق عبادت یعنی طواف وسجود نہ ہوئی تو بھلا اور دوسرں کی قبر کب اس لائق ہو سکتی ہے کہ وہ سجود و مطاف خلائق بنے ۔

جواب: اسکا جواب اس پہلے سوال کے جواب اور نیز اس سے پہلے سوال کے جواب میں ذرا غور کرنے سے معلوم ہو سکتا ہے ۔

سوال: اور بھی اس میں لکھا ہے اور کسی رسول یا نبی یا ولی و بزرگ کے حق میں یہ عقیدہ رکھنا کہ وہ ہمارے سب حال سے ہر وقت خبر دار ہیں یا انکو دور سے غیبت کی حالت میں پکارنا یہ سمجھ کر کہ وہ ہماری دور کی آواز ہر وقت سنتے ہیں یہ سب شرک اور موجب کفر ہے ۔

جواب: اول تو مقبولان بارگاہ کو ہر وقت پکارنا ممکن ہی کب ہے جو کوئی انکے دور کی آواز ہر وقت سننے کا عقیدہ رکھے گا وہ تو اہل حق میں سے خدانخواستہ جب کسی پر کوئی مصیبت پڑتی ہے تو وہ مصیبت کیوقت یہ سمجھ کر پکار لیتا ہے کہ وہ قدرت خداداد سے سن لینگے نہ بالاستقلال تو اسکا بیان تو اوپر مفصل گذر چکا حاجت اعادہ نہیں اور دوم ہر وقت خبر دار ہونے اور ہر وقت سننے کا عقیدہ بھی

جب ہی شرک اور کفر ہوگا جبکہ بالاستقلال خبردار ہونے اور سننے کا عقیدہ رکھے گا ورنہ ہرگز ہرگز شرک اور کفر نہیں ہوسکتا اور کیسے ہوسکے گا حالانکہ عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ تحقیق اللہ تعالیٰ کیلئے ایک فرشتہ ہے کہ اللہ عزوجل نے اسکو سماع کل خلائق کا عطا کیا ہے یعنی اسکو ایسی قوت عطا فرمائی ہے کہ جس سے وہ ہر جگہ سے ہر مخلوق انسان و جن وغیرہما کے ہر کلام کے سننے پر قادر ہے (زرقانی والمنادی) قیامت تک کیلئے میری قبر شریف پر کھڑا ہے پس جو شخص ہم پر درود شریف بھیجتا ہے وہ ان درود شریف کو مجھ کو پہونچا دیتا ہے حدیث شریف معجم طبرانی اور مواہب لدنیہ میں ہے افسوس کے مصنف صاحب بے سوچے سمجھے شرک و کفر دھو نکتے چلے جاتے ہیں ذرا بھی غور سے کام نہیں لیتے۔

سوال: اور بھی اس میں لکھا ہے غیب کی خبر سوا اللہ تعالی کے اور کسی کو نہیں ہے چنانچہ قرآن شریف میں خود اللہ تعالی فرماتا ہے وَعِندَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ یعنی خدا تعالیٰ ہی کے نزدیک غیب کی کنجیاں ہیں سوا اسکے ان باتوں کو دوسرا نہیں جانتا ہاں اگر اپنے خاص بندوں میں سے جس کو خدا جتنی بات غیب کی بتلا وے اسقدر کی اسکو خبر ضرور ہو جاتی ہے مگر یہ ہرگز نہیں ہے کہ ساری معلومات خدا (تعالیٰ) کی کسی مخلوق کو حاصل ہے میرے

اس بیان پر علاوہ آیت قرآنی کے کثرت سے احادیث صحیح دال ہیں

جواب: یہاں بھی مصنف صاحب نے اپنی عادت قدیمہ کے موافق اطلاق ہی سے کام لیا تقیید کو کام میں نہ لائے حضرت غیب سوا اللہ تعالی کے اور کسی کو نہ ہونے میں بالذات اور بالاستقلال کی قید ہے اور بالعرض بعطائے الٰہی تو اوروں کو بھی ہوتا ہے اور جن آیات کریمہ اور احادیث شریفہ میں نفی غیب کی غیر اللہ عزوجل سے وارد ہے ان میں علم غیب بالذات کی نفی ہے اور جن آیات کریمہ اور احادیث شریفہ سے ثبوت علم غیب کا غیر اللہ عزوجل کیلئے ہوتا ہے ان میں بالعرض اور بالعطاء مراد ہے اور علم غیب بالعرض مقبولان بارگاہ کیلئے متحقق ہے اس میں آپکا اگر مگر لگانا بجا نہین ہے اور یہ عقیدہ اہل حق میں سے کسی کا نہیں ہے کہ کسی غیر خدا عزوجل کو ساری معلومات الٰہیہ کا علم حاصل ہے اگر کسی کو دعوی ہو وہ اہل حق کے کسی رسالہ یا بڑی کتاب سے اسکا ثبوت پیش کرے ہاں بیشک کہا جاتا ہے کہ ہمارے حضور اقدس رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وعلی آلہ وسلم کو اللہ عزوجل نے اس قدر علوم غیبیہ مرحمت فرمائے کہ علم لوح وقلم ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم وعلی آلہ وسلم کی سطور علم میں سے ایک سطر اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم وعلی آلہ وسلم کے بحور علم میں سے ایک علم نہر ہے اور اللہ عزوجل نے ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم وعلی آلہ وسلم کو عالم ماکان ومایکون بتادیا ہے ان سب مباحث کا

مدلل بیان ناچیز کے رسالہ کشف السر المکنون میں ملاحظہ ہوں۔

سوال: اور بھی اس میں لکھا ہے بہت ناپاک اور مشرکانہ خیال ہے ان مدعیان حب رسول (صلی اللہ علیہ وسلم وعلی آلہ وسلم) کا جو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم وعلی آلہ وسلم) کی تعریف میں ترقی کرتے کرتے عین خدا (تعالی) بنانیکو اعلی درجہ کی تعریف سمجھتے ہیں اور اس سے کم میں ان کی تسلی ہی نہیں ہوتی۔

جواب: یہ اہل حق پر محض افترا ہے کسی اہل حق کا یہ حال نہیں ہے اگر مصنف صاحب سچے ہیں تو سنی اہل حق کا کوئی رسالہ یا کتاب اسکے ثبوت میں پیش کریں حضرت اہل حق تو ولی کو ولی اور نبی کو نبی اور خدائے عزوجل کو خدائے برتر جانتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ولی ہرگز نبی کے درجہ کو اور نبی ہرگز خدائے عزوجل کے درجہ کو نہیں پہونچ سکتا اور جیسے ولی اور نبی کو اسکو درجہ سے بڑھانے کو بددینی اور الحاد جانتے ہیں ویسے ہی انکو انکے درجہ سے گھٹانے کو زندقہ اور بدمذہبی مانتے ہیں اب اگر ولی یا نبی کی صحیح اور ثابت شان کے اظہار کو عین خدا بنانا فرمادیں تو یہ اور بات ہے اور جو بات آپ نے اہل حق کے بارے میں فرمائی اسکا عکس تو حال منکرین کا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کو انکے مرتبہ سے گھٹاتے گھٹاتے جبتک بڑے بھائی نہیں بنالیا اور صاف نہیں فرمادیا کہ وہ بڑے بھائی ہیں بس انکی بڑے بھائی کی سی تعظیم چاہیے بلکہ جبتک حضور

پرنور بلکہ نور مجسم رحمت عالم فخر آدم و بنی آدم افضل النبیین شفیع الذنبین محبوب احکم الحاکمین خاتم النبین سرور کائنات مفخر موجودات علیہ افضل التحیات والتسلیمات سید الانبیاء سند الاصفیا حضرت احمد مجتبی محمد مصطفی صلی اللہ تعالی علیہ وعلی آلہ وسلم کو خدائے جل وعلا کی شان کے سامنے چمار سے زیادہ ذلیل نہیں بتلالیا تب تک انکی تسکین ہی نہیں ہوئی اور اسی کو انھوں نے اعلی درجہ کی توحید سمجھا مولوی اسماعیل صاحب دہلوی کی تقویۃ الایمان ملاحظہ ہو اور انھیں کے قدم قدم چلنے کا آپ کا بھی ارادہ معلوم ہوتا ہے اللہ عزوجل ایسے گندے اور ناپاک خیالات سے دور رکھے آمین وہ جو آپ نے کچھ آگے چل کر صحیح حدیث شریف کی رو سے کچھ لوگوں کا حال قیامت کے روز کا تحریر فرمایا ہے وہ یہی لوگ ہونگے جنھوں نے ایسے گندے اور ناپاک خیالات لوگوں میں پھیلائے ہیں اور ہم اہل حق کی تو بحمدہ تعالیٰ بفوائے۔

طعنے کیے ہیں آج آوارہ ہمکو۔۔۔۔وہ دیکھینگے محشر میں سامان ہمارا اور بمصداق بہت تشنیع اور طعنے کئے ہیں تو نے یاں ہم پر۔۔بتادینگے تجھے منکر ذرا محشر تو ہونے دے روز قیامت وہ شان ہوگی کہ منکرین دیکھ کر سر دھنیں گے اور کف افسوس ملیں گے اور پکار پکار کر کہیں گے یالیتنا کنا مع ھٰؤلاء مگر پھر کیا ہوتا ہے۔

وقت پر قطرہ بہت اس ابر خوش ہنگام کا۔۔بھیت سوکھے پر اگر برسا تو پھر کس کام کا

سوال: اور بھی اس میں لکھا ہے اور (حضور صلی اللہ علیہ وسلم وعلی آلہ وسلم) اپنی حقیقت آیت قرآنی کے ان پاک الفاظ میں ظاہر فرمائی قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ یُوْحٰی اِلَیَّ۔

جواب: یہاں مصنف صاحب کے قلم نے بہت سخت لغزش کھائی ہے اور حق عبارت اس سے اصلا ادا نہیں ہوسکا اگر کوئی اور شخص ہوتا تو اس مقام میں سخت گرفت کرتا ناچیز کو تو چونکہ اصل مطلب سے غرض ہے اسلئے گرفت سے اعراض کر کے اسی کو عرض کرتا ہے کہ حضرت یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم وعلی آلہ وسلم نے اپنی حقیقت ظاہر نہیں فرمائی ہے بلکہ پروردگار عزوجل نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم وعلی آلہ وسلم کو تواضع کا سبق پڑھایا ہے کہ اگرچہ میرے محبوب باعث ایجاد ۱۸ ہزار عالم شہنشاہ کونین سلطان دارین وغیرہ وغیرہ بہت کچھ ہو لیکن ایں سبب سے تکبر نہ کر بیٹھنا اور جب موقع پر کہنا تو یوں ہی کہنا اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ انما کم محی الیہ[1] لاحظہ تفسیر معالم التنزیل میں جرامت ترجمان القران حقیقت محمدیہ علٰی صاحبہا الصلوۃ والتحیۃ تو ہو ہے کہ علماء میں سے بڑے بڑوں کو فہم کو اسکے تک رسائی ہونی مشکل ہے اور ان میں سے اچھے اچھوں کو اس کہنے سے چارہ نہیں ہے

---

[1] حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کی اللہ تعالیٰ نے اس آیت شریفہ سے اپنے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تواضع کی تعلیم فرمایا تاکہ اسکے خلق پر تکبر نہ کر بیٹھیں۔

ہے علم انکا رسول کبریا تھے۔۔ پھر آگے رب ہی جانے کہ وہ کیا تھے۔

ذرا حضرت صوفیہ صافیہ قدسنا اللہ تعالی باسرارہم ونورنا بانوارہم کی تصانیف یا زیادہ نہیں تو شاہ ولی اللہ صاحب کی تصانیف باب ملاحظہ ہوں۔

سوال: اور بھی اس میں لکھا ہے اور رسول کریم (صلی اللہ علیہ وسلم وعلی آلہ وسلم) کا وہ مرتبہ اعلیٰ جو آپکو خدا (تعالیٰ) کے دربار سے ملا ہے اسی کو بحال رہنے دو وہ کیا ہے عبدہ ورسولہ۔

جواب: یہاں مصنف صاحب سے بہت سخت غفلت ہوئی ہے کیونکہ عبدہ ورسولہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم وعلی آلہ وسلم کا اعلی مرتبہ ہرگز نہیں ہے بلکہ عبدہ تو اللہ تعالیٰ کے دنیا بھر کے سارے بندں کا مرتبہ ہے اور رسولہ سب رسولوں کا ادنی مرتبہ ہے کیونکہ اللہ عزوجل کے رسول ہونے سے کم درجہ انکا اور کوئی نہیں ہاں اس سے بڑے بڑے ہیں حضرت حضور صلی اللہ علیہ وسلم وعلی آلہ وسلم کا ایک اعلی مرتبہ منجملہ دیگر مراتب علیا کے وہ ہے جس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم وعلی آلہ وسلم نے اس زور کے ساتھ فرمایا ہے[1] الا وانا حبیب اللّٰہ ولا فخر اور وہ ہرگز نہیں ہے جس کو آپ نے بتلایا ہے حضرت جب تک انکار کا غشاوہ دل کی آنکھوں پر رہتا ہے تب تک مرتبہ اور شان محمدی ہرگز نہں نظر آتا ہاں حب فضل ایزدی سے یہ

---

[1] میں تم میں سے کسی ایسا نہیں ہوں۔ صفحہ ۵۰ پرا۔ خبردار ہو اور میں اللہ تعالیٰ کا محبوب ہوں اور کچھ فخر نہیں ہے۔

غشاوہ دور ہو جاتا ہے تب تو وہ نظر آتا ہے کہ بجائے عبدہ رسولہ کے اعلیٰ مرتبہ بتانے کے وہ کہا ہے کہ امام بوصیری رحمہ اللہ تعالیٰ نے قصیدہ بردہ شریفہ میں فرمایا ہے وہ کہتا ہے [1]

دع ما ادعته النصاری فی نبیهم--

واحکم بماشئت مدحافیه

واحکم وانسب الی ذاته ما شئت من شرف--

وانسب الی قدره ماشئت من عظمه

فان فضل رسول اللّٰه لیس له--

حدفیعرب عنه ناطق بغم--

یہ وہ مبارک قصیدہ ہے جس کے ورد کی مواظبت اور جس کی قراءت کی مداومت کتنے ہی لوگ درجات ولایت علیا اور مراتب نوزوز کو پہونچ گئے اور نیز بڑے بڑے علماء اسکی سند بزرگوں سے لیتے رہے ہیں شاہ ولی اللہ صاحب نے بھی اسکی سند انہی لوگ سے لی تھی جن سے دلائل الخیرات کی لی تھی چنانچہ یہ سند بھی انکی کتاب انتباہ کے آخر میں بعد سند دلائل الخیرات کے منقول ہے اس مبارک قصیدہ کا کچھ اور زیادہ حال ناچیز کے رسالہ کشف السر

[1] چھوڑ اس دعویٰ کو جو نصارا نے اپنے نبی کے بارے میں کیا اور اس کے سوا جس وصف کمال کے ساتھ تیرا دل چاہے حکم جازم کر اور اسی پر جم جائے اور آپ کی زات شریف کیطرف جو خوبیاں باستثنائے مرتبہ الوہیت تو چاہے منسوب کر اور آپ کی قدر عظیم کی طرف جتنی بڑھانا تو چاہے نسبت کر بیشک رسول اللہ کی بزرگی کی کچھ حد نہیں ہے۔ تا کہ کوئی بیان کرنے والا اسکو اپنی زبان سے بیان من عطر الوروہ۔

المکنون میں مرقوم ہے۔

سوال: اور بھی اس میں لکھا ہے بھلا اس تعصب و جہالت کا کچھ ٹھکانا ہے کہ جس نے آپکو مرتبہ خداداد میں رکھا اور خدا تک نہیں بڑھایا وہ بہت وہابی مشہور ہوگیا۔

جواب: خدا تک بڑہانے کو تو آپ ناحق فرماتے ہیں اسکو تو اہل حق بھی منع کرتے ہیں اور الحاد اور بددینی بتاتے ہیں جیسا کہ پہلے بھی معروض ہو چکا اور اہل حق میں سے ہرگز کوئی ایسا نہیں کرتا اور مرتبہ خداداد میں رکھنے والا ہرگز وہابی مشہور نہیں ہوتا بلکہ مراتب خداداد سے گھٹانے والا وہابی مشہور ہوتا ہے آپ اپنے ہی کو دیکھیں کہ آپ نے حضور ﷺ وعلی آلہ وسلم کو حضور ﷺ وعلی آلہ وسلم کے بیشمار خداداد خاص مرتبہ میں سے مثل محبوب خالق الافلاک اور صاحب لولاک اور امام الانبیاء علیہم اور نبی الانبیاء علیہم السلام وغیرہا کے کس خاص مرتبہ خداداد میں رکھا اسی عبدہ ورسولہ میں اسکا حال تو اوپر معروض ہو چکا جس سے صاف ظاہر ہے کہ آپنے حضور ﷺ وعلی آلہ وسلم کو آپ کے بیشمار خداداد خاص مرتبوں میں سے کسی خاص مرتبے میں رکھ کر حضور ﷺ وعلی آلہ وسلم کی شان پاک کی رفعت اور بلندی کو ظاہر نہں فرمایا بلکہ عام رسولوں کے ادنی درجہ میں رکھ کر اسکی پستی کو ظاہر کیا پس ایسی حالت میں شکایت آپکی

بجا نہیں۔

سوال: اور بھی اس میں لکھا ہے نہ معلوم لوگوں نے وہابی کے مفہوم کو کیا سمجھ رکھا ہ الخ۔

جواب: لوگوں نے وہابی کے مفہوم کو وہی سمجھ رکھا ہے جو کہ امام الطائفہ حضرت محدث گنگوہی نے کسی سائل کو بتلا دیا ہے کہ [1] محمد بن عبدالوہاب کے مقتدین کو وہابی کہتے ہیں اھ بقدر الحاجۃ اور پہچان انکی مقبولوں کی صحیح اور ثابت شان کو مٹانا اور انکی عظمت شان جلالت قدر کے جائز باتوں کو زبردستی شرک اور کفر اور حرام ٹھہرا کر اور جو باتیں بعموماً انکی فضیلت پر دال ہیں انکو خاص اور جو بخصوصاً دال ہیں انکو عام قرار دیکر ان شان کو گھٹانا اور رسوم خیر اور ایصال ثواب کے ان طریقوں کو بھی جن کی اصل شرع مطہرہ سے ثابت ہے بدعت ضلالت بتانا قیام میلاد خیر العباد کو شرک اور بدعت فرمانا وغیرہ وغیرہ ہے۔

سوال: اور بھی اس میں لکھا ہے بے سر پیر کی روایتیں بیان کرنی بہت ہی موجب گناہ ہے۔

جواب: یہ بھی مطلقاً ہرگز موجب گناہ نہیں بلکہ کسی روایت کے موضوع ہونے کو جان کر اسکو پڑھنا یا سننا بیشک گناہ ہے چنانچہ خود حدیث شریف میں

۱۔ فتاوی رشیدیہ

تعمد کی قید موجود ہے مگر مصنف صاحب اطلاق کے ایسے عادی ہیں کہ قیود کا اصلا لحاظ نہیں فرماتے اور امام نودی وغیرہ شراح حدیث شریف نے بھی اس مضمون کی تصریح فرمادی ہے اور صاف کہہ دیا ہے [1]۔

الاجماع والنصوص المشهورة في الكتاب والسنة متوافقه متظاهرة على انه لا اثم على الناسى والغالط۔

نودی شرح صحیح مسلم ملاحظہ ہو۔

سوال: اور بھی اس میں لکھا ہے دیکھو کثرت سے لوگ تہجد کی نماز نہیں پڑھتے حالانکہ کیسی افضل نماز بلکہ فقہاے احناف کے نزدیک تو سنت مؤکدہ تک اسکا درجہ ہے مگر ایسوں کو تم برا نہیں کہتے پر قیام نہ کرنیوالوں کو کیوں برا کہتے ہو۔

جواب: تارک قیام میلاد شریف کو تارک تہجد پر قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہے کئی وجہ سے اول یہ کہ تارکین قیام قیام کو کفر اور شرک اور حرام اعتقاد کرنیکی وجہ سے ترک کرتے ہیں بخلاف تارکین تہجد کے کہ یہ اسکی افضلیت اور سنیت کے قائل اور اپنے ترک پر نادم ہوتے ہیں پس تارک قیام کے ترک قیام سے حاضرین محفل شریف کو یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ قیام کو کفر شرک وحرام اور

---

[1] اجماع امت اور نصوص مشہورۂ کتاب سنت اسبات پر متوافق اور متظاہر ہیں کہ موضوع روایت جدا کریا غلط سے پڑھ دینے والے پر گناہ نہیں۔

خراب ہو جائینگے واللہ تعالیٰ ولی التوفیق تنبیہ دوم جس بات کی دلیل اس رسالہ
میں نہیں لکھی گئی وہ غالبًا انوار ساطعہ میں ملجائیگی غرض حقیر بخدمت شریف
مصنف صاحب روشن ضمیر آپکے رسالہ میں کی شرح و تفصیل طلب باتوں میں
سے بعض ضروری الشرع والتفصیل باتوں کی شرح و تفصیل ناچیز نے تعصب
اور ہٹ دھرمی سے بالکل کنارے ہوکر نہایت مہذب الفاظ میں آپکے مسلم
الثبوت اور معتمد علیہ علماء کی کتابوں کے حوالہ سے کی پس مصرعہ گر قبول افتدز
ہے عزو شرف ورنہ ماعلینا الا البلٰغ ھٰذا آخر ما قصدنا ایرادہ
وفی ھذہ الاوراق واخر دعونا ان الحمد للہ الملک
الخلاق۔ قد تمت